www.khanqah.in

Visit us at: www.khanqah.in

ہفتہ وار

اشاعت کا پندرہواں سال
15th year of Publication

مبلغ

The Weekly **MUBALLIG**
Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3 روپے

30 مئی تا 5 جون 2014ء جمعۃ المبارک 30 رجب ۱۴۳۵ھ جلد نمبر: 15 شمارہ نمبر: 19

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھِ فرماوان:

پاپ تہٕ پُن ییلہِ ہۄن تولہٕ نِ
بایَو تتہِ کُی پائے کُری تَو
لۄگ وَے ہیۆر کُن گرِژھیۆ ہ چھۄنِ
ہۄن چھُو دٕپان وَو وَو وَو

"ذرا اس گھڑی کو یاد کرو اور اس کی فکر کرو جب ثواب اور گناہ تولے جائیں گے، اگر اس وقت نیکی کا پلڑا ہلکا اور گناہوں کا بھاری ہوگا تو پھر گھاٹے میں پڑ جاؤ گے، اسی لئے کتّا کہتا ہے: "وَوَوَوَوَ" یعنی بوئے جاؤ، بوئے جاؤ، بوئے جاؤ۔"

مدارس کی حفاظت و وکالت ...... ہمارا ملّی فریضہ

مولانا محمد الیاس بھٹکلی

دینی تعلیم کا حصول دراصل اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے ہوتا ہے اور اس پر جو بے پناہ نوازشات خداوندی کا وعدہ ہے اس کا تو مشاہدہ مرنے کے بعد ہی ہوسکتا ہے، لیکن اس زمانہ میں ہمارے کمزور ایمان کو دیکھتے ہوئے اللہ رب العزت نے دینی تعلیم کے فوائد کچھ دنیا میں بھی ظاہر کرنے شروع کردیے ہیں، اس لیے اب ان مدارس کے بھولے بھالے خیرخواہوں کو، جو مدارس کے فارغین کی مادی ترقی کی آڑ میں اس کے نظام ونصاب میں عصری علوم کی شمولیت کے داعی ووکیل بن کر اس کی اصل روح سے ان مدارس کو محروم کرنے کی کوشش کررہے ہیں، کچھ کہنے کا موقع نہیں رہ جاتا ہے، ذیل کے کچھ واقعات سے آپ اس کا اندازہ کرسکتے ہیں:

دوسال قبل میرا علی گڑھ جانا ہوا تھا، مسلم یونیورسٹی میں اکیڈمک اسٹاف کالج (U.G.C) کے ڈائرکٹر ڈاکٹر عبدالرحیم قدوائی صاحب نے اپنے چھوٹے بچہ سے ملاقات کراتے ہوئے بتایا کہ وہ عصری تعلیم کے ساتھ الحمدللہ حفظ قرآن مجید کی سعادت سے مالا مال ہورہا ہے، اسی طرح برطانیہ میں زیر تعلیم اپنے بڑے لڑکے کے متعلق بھی بتایا کہ وہ بھی وہاں برطانوی یونیورسٹی میں دن بھر پڑھائی میں مشغول رہنے کے باوجود رات کو اپنے کمرہ میں آکر ایک دورکوع روزانہ حفظ کرکے یہاں ہندوستان میں علی گڑھ میں اپنی والدہ کو یاد کیا ہوا وہ حصہ سناتا ہے، اس طرح اس نے قرآن کا بڑا حصہ عصری تعلیم کے ساتھ حفظ کرلیا ہے اور جلد اس کے حافظ قرآن بننے کی امید ہے، ڈاکٹر صاحب کے خاندانی دینی پس منظر اور مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کے نواسے ہونے کی وجہ سے مجھے اس پر حیرت نہیں ہوئی، لیکن جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ یونیورسٹی کے بہت سارے پروفیسر صاحبان ادھر دوتین سال سے اپنے بچوں کو اسکولوں وکالجز کی تعلیم کے ساتھ پارٹ ٹائم حفظ کرارہے ہیں تو مجھے تعجب ہوا کہ ان میں سے بعض لوگوں کے لیے تو پانچ وقت کی نماز کا پابندی سے اہتمام بھی دشوار ہے اس کے باوجود ان میں کلام اللہ سے اس قدر محبت وتعلق کا پس منظر کیا ہے؟ میرے اس استعجاب پر میرے میزبان نے بتایا کہ ادھر چند سالوں سے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی میڈیکل وانجینئرنگ کی محدود سیٹوں کے لیے ہزاروں طلباء کے درمیان جو مسابقتی امتحانات ہورہے ہیں تو ان میں عصری تعلیم کے ساتھ حفظ کرنے والے حفاظ طلباء ہی امتیازی نمبرات سے کام یاب ہورہے ہیں، دوسرے الفاظ میں حفظ کلام اللہ کی برکت سے ان کی ذہانت میں غیر معمولی اضافہ ہورہا ہے اور اسی لالچ میں دھڑا دھڑ لوگ اپنے بچوں کو اب حافظ قرآن بنارہے ہیں، میری زبان سے بے ساختہ نکلا کہ وہ دن دور نہیں کہ اگر غیر مسلموں کو بھی معلوم ہوجائے تو وہ بھی اسی فارمولہ کو اپنانے کے لیے اپنے بچوں کو حافظ قرآن بنائیں گے اور اسی بہانے انشاء اللہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کے فیصلے بھی ہوں گے۔ پولس سے نچلی سطح پر نظم ونسق سنبھالنے والے تین ہزار ہوم گارڈز کی بھرتی کے لیے جب حکومت کی طرف سے سرکلر نکلا تو ایک اخبار میں اطلاع آئی کہ ڈیڑھ لاکھ سے زائد لوگوں نے اس کے لیے انٹرویو دیا ہے اور اس میں گریجویٹ ہی نہیں، بلکہ پوسٹ گریجویٹ، انجینئروں وغیرہ کی بھی ایک بڑی تعداد ہے، حالانکہ ہوم گارڈ کے لیے صرف بارہویں پاس کی تعلیمی صلاحیت کافی تھی، اس خبر کے بین السطور جو پیغام تھا وہ یہ کہ دنیا کی خاطر دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والے ٦٠ فیصد لوگ اب بھی بے روزگار ہیں، جب کہ اسی اخبار کے نیچے ایک اور اشتہار تھا کہ فلاں ادارہ کے لیے دو حافظ اور تین عالم دین کی ضرورت ہے اور ان کے لیے مفت رہائش کے ساتھ تنخواہ کم از کم ١٠ ہزار سے ١٢ ہزار دی جائے گی، مطلب یہ ہوا کہ حافظ قرآن اور عالم دین تلاش بسیار کے بعد بھی کہیں خالی نہیں مل رہے ہیں اور اخبارات میں اشتہار دینا پڑ رہا ہے اور عصری تعلیم یافتہ لوگ بے روزگاری سے تنگ آکر اپنی تعلیم وصلاحیت سے بھی کم حیثیت کی ملازمت کے لیے تیار ہیں، بارھویں پاس ہوم گارڈ کی ملازمت کے لیے پوسٹ گریجویٹ لوگوں کی درخواستوں کا انبار اس کا واضح ثبوت ہے۔

تیسرا واقعہ بھی سننے سے تعلق رکھتا ہے، ندوۃ العلماء کے سابق مہتمم مولانا عمران خان صاحب ندوی کے بھائی مولانا سلمان صاحب ندوی کے گیارہ بیٹے تھے، انھوں نے ارادہ کیا کہ سب کو حافظِ قرآن اور عالم دین بنانا ہے، ان کے بعض افراد خاندان کا ان سے اصرار تھا کہ ایک دو کو تو کم از کم عصری تعلیم میں لگائیں، تاکہ ان کے لیے عمر کے آخری مراحل میں معاشی مسائل نہ ہوں، لیکن انھوں نے نہیں مانا، بلکہ تمام گیارہ بیٹوں کو الحمدللہ حافظ قرآن اور عالم دین بنایا اور سب کے سب ندوۃ العلماء سے فارغ ہوئے، اللہ نے ان کے اس توکل اور اپنی ذات پر اعتماد کی لاج یوں رکھی کہ ان کے یہ سب گیارہ بیٹے آج الحمدللہ دنیا کے مختلف امریکی ویورپی ممالک میں دعوت دین سے جڑے رہ کر بھی بڑے بڑے کاروبار کے مالک بن گئے ہیں ایک امریکہ میں ہے تو دوسرا برطانیہ میں، تیسرا نیوزی لینڈ میں تو چوتھا امارات میں، دوسال قبل میں جب جاپان کے دعوتی دورہ پر گیا تھا تو ان کے ایک صاحب زادہ مولانا سلیم الرحمٰن صاحب ندوی کو دیکھا کہ ٹوکیو کے مہنگے ترین علاقہ میں اپنے ذاتی خوب صورت کاشانہ کے مالک ہیں اور پورے جاپان میں اس وقت دعوتی ومذہبی اعتبار سے بھی مرجع کی حیثیت رکھتے ہیں، جس نے کہا سچ کہا کہ "جو اللہ کے لیے ہوجاتا ہے اللہ اس کا ہوجاتا ہے" دین کی خاطر قربانی دینے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا سے بھی محروم نہیں

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا ادب واحترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

رکھتا۔

مدارس کا کوئی متبادل نہیں

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ دین کی باتوں سے واقفیت اور احکام شریعت پر عمل کے لیے مطلوبہ ضروری معلومات کا نام ہی دینی تعلیم ہے، لیکن حقیقت میں وہ دینی تعلیم جس کے لیے مدارس کا قیام عمل میں آتا ہے صرف اسی کا نام نہیں، دین کی اس ابتدائی وبنیادی ضرورت کے لیے شبینہ وصباحی مکاتب، بزرگوں کی صحبت، اسلامی تحریکات وتنظیمات سے وابستگی اور دینی لٹریچر کا مطالعہ وغیرہ کافی ہے، جس سے اسلام پر قائم رہنے میں ایک مسلمان کو مدد ملتی ہے، دراصل دینی مدارس اس سے بھی بڑھ کر ایک عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لیے قائم کیے جاتے ہیں، جہاں شریعت پر گہری نگاہ اور قرآن وحدیث کے اسرار ورموز سے واقفیت رکھنے والے اور سب سے بڑھ کر امت مسلمہ ہی کی نہیں بلکہ پوری انسانیت کی زندگی کے ہر میدان میں راہ نمائی کرنے والے رجال کار اور علماء پیدا کیے جاتے ہیں، جب بھی اسلام کے نام سے اس کی غلط ترجمانی کرنے والے میدان میں آتے ہیں تو مدارس کے یہی علماء اس کا مقابلہ کرتے ہوئے قبلہ نما بن کر سامنے آتے ہیں اور اسلام کی صحیح منشا وروح کی ترجمانی کرتے ہیں، وہ اس خلائی سٹیلائٹ کی طرح ہوتے ہیں جو خلا میں رہ کر پوری دنیا کی ایک ایک حرکت پر نگاہ رکھتے ہیں کہ کہیں امت بہک نہ جائے اور راہ راست سے نہ ہٹ جائے، اس پر ان کو وہ فوراً متنبہ کرتے ہیں، بسا اوقات جب غلط افکار ونظریات کی اسلام کے نام سے تشریح کرتے ہوئے پانی سر سے اونچا ہوجاتا ہے تو یہی علماء خود میدان میں آکر الحادی افکار ونظریات کے طوفان بلاخیز کے دھارے کو موڑ دیتے ہیں اور وہ مادی منافع اور علمۃ الناس کی تعریف وتوصیف سے بے پروا ہوکر صرف اللہ تعالیٰ کی خوش نودی کے لیے حقیقت دین سے بندگان خدا کو واقف کرانے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

خالص اسلامی اسکول بھی مدارس کی جگہ نہیں لے سکتے

ادھر بیس پچیس سال سے ملت کے نونہالوں کو الحادی وتشکیکی افکار ونظریات سے محفوظ رکھنے اور مشنری تعلیمی اداروں سے بچانے اور ایمان پر باقی رکھنے کے نیک جذبہ کے تحت مسلم تعلیمی درس گاہوں کا قیام تیزی سے عمل میں آرہا ہے جو بڑی خوش آئند بات ہے اور ملت کی ایک بڑی اہم ضرورت کی تکمیل ہے، یہ الگ بات ہے کہ اس میں سے بہت سارے اسکولوں وکالجز کو آپ مسلم تعلیمی ادارے تو کہہ سکتے ہیں،//

بقیہ صفحہ 6 پر......

www.khanqah.in

لوگ کہتے ہیں!

ادارتی نوٹ: ادارہ کا مراسلہ نگار کی ہر رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

حضرت امام مہدیؑ

ایک تعارف ایک حقیقت

حضرت مہدی کے بارے میں صحیح اسلامی معلومات نہ ہونے کے باعث آج امت کا ایک بڑا طبقہ تشکیک اور ریب میں مبتلا ہے اور اس ابتلاء عام کا اثر بالواسطہ دین وشریعت کے اساسی عقائد پر پڑتا ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدی موعود کے تعلق سے احادیث وآثار کی روشنی میں صحیح صورت حال اور ان کا مکمل تعارف اجمالی طور سے ہمارے قارئین کے سامنے آجائے۔ مرتّب

مولانا راشد احمد گورکھپوری۔ حفظہ اللہ

....

حضرت مہدی کے بارے میں صحیح اسلامی معلومات نہ ہونے کے باعث آج امت کا ایک بڑا طبقہ تشکیک اور ریب میں مبتلا ہے اور اس ابتلاء عام کا اثر بالواسطہ دین وشریعت کے اساسی عقائد پر پڑتا ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدی موعود کے تعلق سے احادیث وآثار کی روشنی میں صحیح صورت حال اور ان کا مکمل تعارف اجمالی طور سے ہمارے قارئین کے سامنے آجائے، اسی غرض سے مولانا محمد راشد صاحب گورکھپوری نگراں شعبۂ تحفظ ختم نبوت کا یہ مضمون شامل اشاعت ہے (مرتب)

مورخہ ۱۷/ ۱۸/ ۱۹ مارچ میں ہندوستان کی راجدھانی دہلی کے اندر اوکھلا علاقہ کی جامع مسجد میں ''رد قادیانیت'' اور ''رد شکیلیت'' سہ روزہ تربیتی کیمپ لگایا گیا تھا جس میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم بنارسی مدظلہ العالی، کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب ناظم حضرت مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری، نیز شعبہ مذکورہ کے مبلغ جناب مولانا محمد اشتیاق صاحب مہراج گنجی اور جامعہ مظاہر علوم سہارنپور سے مخدوم گرامی حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب زید مجدہم ناظم اعلیٰ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے حکم پر راقم سطور بندہ محمد راشد کی شرکت ہوئی۔

قارئین کے لیے رد قادیانیت کا عنوان ایک معروف عنوان ہے لیکن ''رد شکیلیت'' کا عنوان اجنبی سا معلوم ہو رہا ہوگا، اس لیے اجنبیت کا پردہ چاک کرنے اور مخفی دشمن ومار آستین کو بے نقاب کرنے کے لیے درج ذیل سطور رقم کی جارہی ہیں۔

شکیل بن حنیف کا بطلان: شکیل بن حنیف نامی ایک آدمی ہے جو اصلاً صوبہ بہار کے ضلع دربھنگہ، عثمان پور کا رہنے والا ہے آج سے تیرہ سال پہلے اس نے دہلی میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا پھر کچھ عرصہ بعد منصب مسیحیت پر بھی براجمان ہوگیا، مظاہر علوم سہارنپور اور دارالعلوم دیوبند سے اس کے کفر وزندقہ اور اس کے ماننے والوں کے کافر وزندیق ہونے کی تصدیق ہوچکی ہے، اس وقت شخص مذکور اورنگ آباد میں مقیم ہے، اس کا دائرۂ کار دہلی، راجستھان، حیدرآباد اور بہار کے علاقے ہیں، اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں کے طلبہ بطور خاص اس کے نشانہ پر ہیں، ہزاروں ناواقف نوجوان اس کے دام میں گرفتار ہوچکے ہیں، اس نے اپنی خانہ ساز مہدویت پر کتاب بھی لکھی ہے، اس غیر معروف اور گمنام شخص کی تردید کی ضرورت نہیں تھی لیکن سالہا سال گذر جانے کے بعد جب اس کا فتنہ شدت اختیار کرنے لگا اور اس کی خطرناکی کو دیکھ کر ملک کے مختلف حصوں سے استفسار کیا جانے لگا تو خیال گذرا کہ امت مسلمہ کو صحیح صورت حال سے آگاہ کیا جائے، اسی لئے اوکھلا دہلی کے اندر مذکورہ تاریخوں میں تربیتی کیمپ منعقد کیا گیا تھا، اور یہاں بھی اس مضمون میں اس کا محض اجمالی ذکر آگیا ہے اللھم ارنا الحق حق او ارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ.

وقت کی ضرورت

اس پرفتن دور میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ائمہ مساجد قرب قیامت کی نشانیوں کے بارے میں عوام کو متنبہ کریں علماء کرام اپنے جلسوں میں اس پر گفتگو کریں تاکہ عوام کی جہالت ختم ہو اور امت اس فتنہ سے بچ سکے، اور حضرات مدرسین مدارس اسلامیہ کے اندر طلبہ کو علامات قیامت وعلامات مسیح ومہدی کے سلسلہ میں تفصیلی معلومات فراہم کریں، کتاب الفتن والملاحم یا اشراط الساعۃ کے عناوین کے تحت کتب حدیث میں جو علامات قیامت مذکور ہیں انہیں کتاب کا آخری حصہ یا سال کے آخر میں زیر درس ہونے کی وجہ سے سرسری طور سے پڑھانے پر اکتفانہ کریں بلکہ حالات پر منطبق کرتے ہوئے ان کا سبق پڑھائیں کیونکہ صحیح معلومات نہ ہونے کی وجہ سے امت میں دو قسم کے لوگ بکثرت ظاہر ہو رہے ہیں (۱) ایک طبقہ تو وہ ہے جو سرے سے مہدی کے ظہور، دجال کے خروج اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا انکار کر رہا ہے (۲) اور دوسرا طبقہ وہ ہے جو بے بنیاد تاویلات میں لگا ہوا ہے، کوئی امریکہ وفرانس کو دجال کہتا ہے تو کوئی چین کو یاجوج ماجوج کا مصداق ٹھہراتا ہے کوئی مسیح ومہدی دو الگ الگ شخصیات کو ایک بتاتا ہے تو کوئی خود ہی مہدی ہونے کا مدعی ہے، اور حد تو یہ ہے برسات کے مینڈکوں کی طرح مدعیان مہدویت کی اس وقت اتنی کثرت ہے کہ ''بابیت وبہائیت'' نامی کتاب کے مطابق ایران کے جیلوں میں ساڑھے تین ہزار مہدی محبوس ہیں۔

بندہ کا مقصود زیر نظر مضمون سے حضرت مہدی علیہ الرضوان کا تعارف کرانا ہے، اس لیے ان سے متعلق احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

خلافت کی صلاحیت

المھدی منا اھل البیت یصلحہ اللہ فی لیلۃ.

(ابن ماجہ باب خروج المہدی ص ۳۰۰/ ۲)

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالغنی دہلویؒ فرماتے ہیں ''ای یصلحہ اللہ فی لیلۃ ای یصلحہ للامارۃ الخلافۃ بغاۃ وبغتۃ'' (انجاح الحاجۃ علی ہامش ابن ماجہ) یعنی اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں اچانک ان کو امارت وخلافت کی صلاحیت عطا کردے گا۔

مہدی کی چند علامتیں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل بامتی فی آخر الزمان بلاء شدید من سلطانھم.......... حتی یضیق عنھم الارض الرحبۃ فیبعث اللہ رجلاً من عترتی فیملأ الارض قسطا وعدلاً کما ملئت ظلما وجوراً، یرضی عنہ ساکن السماء وساکن الارض لاتدخر الارض شیئا من بذرھا الا اخرجتہ ولاالسماء شیئا من قطرھا الاصبتہ یعیش فیھم سبع سنین اوثمان اوتسع. (مستدرک حاکم مع التلخیص ۴/ ۴۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میری امت پر ان کے ارباب حکومت کی طرف سے سخت مصیبتیں آئیں گی، یہاں تک کہ اللہ کی وسیع زمین ان کے لیے تنگ ہوجائے گی، اس وقت اللہ تعالیٰ میری نسل میں سے ایک شخص کو کھڑا کرے گا، اس کی جدوجہد سے ایسا انقلاب برپا ہوگا کہ اللہ کی زمین جس طرح ظلم وستم سے بھر گئی تھی، اسی طرح عدل وانصاف سے بھر جائے گی، آسمان والے بھی اس سے راضی ہوں گے، اور زمین کے رہنے والے بھی، زمین میں جو بیج ڈالا جائے گا اس کو زمین اپنے پاس روک کے نہیں رکھے گی، بلکہ اس سے جو پودا برآمد ہونا چاہئے وہ برآمد ہوگا (بیج کا ایک دانہ بھی ضائع نہیں ہوگا) اور اسی طرح آسمان بارش کے قطرے ذخیرہ بنا کے نہیں رکھے گا بلکہ ان کو برسادے گا اور یہ مرد مجاہد لوگوں کے درمیان سات سال، یا آٹھ سال یا نو سال زندگی گذارے گا۔

اس حدیث میں حضرت مہدی کا زمانۂ حکومت سات یا آٹھ یا نو سال بیان فرمایا گیا ہے لیکن حضرت ابوسعید خدریؓ کی دوسری روایت میں ان کا زمانہ صرف سات سال بیان کیا گیا ہے، ہوسکتا ہے کہ مندرجہ بالا روایت میں جو سات یا آٹھ یا نو سال ہے وہ راوی کا شک ہو، واللہ اعلم (معارف الحدیث ص ۸/ ۱۶۹)

مذکورہ بالا روایت میں حضرت مہدی علیہ الرضوان سے متعلق کئی علامتیں ذکر کی گئی ہیں (۱) ارباب حکومت کی طرف سے امت محمدیہ پر بڑی آفتیں آئیں گی، (۲) پوری دنیا ظلم وستم سے بھر جائے گی (۳) حضرت مہدی ظلم وستم کا خاتمہ کرکے عدل وانصاف کا راج قائم کردیں گے (۴) آسمان وزمین کے رہنے والے سب ان سے راضی ہوں گے، (اس لیے ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لگانا درست ہے) (۵) پیداوار اور مال کی بہتات بہت ہوجائیگی (۶) وہ سات، آٹھ یا نو سال زندہ رہیں گے۔

حضرت مہدی کے ہاتھ پر بیعت کی تاکید

فمن ادرک ذلک منھم فلیأتھم ولو حبوا علی الثلج، (ابن ماجہ ص ۳۰۹) سو جو شخص انہیں پائے وہ ان کے پاس جا پہنچے خواہ برف پر گھسٹ کر ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

ایک طویل حدیث کا مختصر ٹکڑا ہے جس میں ان کا ساتھ دینے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی تاکید مذکور ہے۔

صحیحین میں مہدی کا تذکرہ

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم (بخاری ص ۱/ ۴۹۰ ومسلم) تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے درمیان عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔

عیسیٰ ومہدی دو الگ ہستیاں ہیں

فینزل عیسی ابن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لاان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ ھذہ الامۃ

(مسلم شریف ص ۸۷/ ۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو ان کا امیر (مہدی) ان سے کہے گا کہ تشریف لائیے اور ہمیں نماز پڑھائیے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے کہ نہیں، (میں نہیں پڑھاتا) بلکہ تم میں سے بعض دوسرے پر امیر وامام ہیں، اس امت کے منجانب اللہ اکرام کی وجہ سے۔

ان دونوں حدیثوں سے بطور خاص دو باتیں مفہوم ہو رہی ہیں اول یہ کہ قرب قیامت میں تشریف لانے والے عیسیٰ ابن مریم وہی اسرائیلی نبی ہیں جو خاتم الانبیاء سے پہلے مبعوث ہوچکے ہیں نہ کہ اس امت کا کوئی دوسرا فرد (۲) دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت عیسی اور حضرت مہدی دو الگ الگ شخصیتیں ہیں کیونکہ یہاں دو کے مابین گفتگو کا تذکرہ ہے، امامتِ نماز کی دعوت دینے والا کوئی اور ہے اور وہ مہدی ہیں اور اس سے انکار کرنے والا کوئی اور ہے اور وہ عیسی ابن مریم ہیں، شارح مسلم علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں: ''امیرھم الخ ھو امام المسلمین المھدی الموعود المسعودؓ'' (فتح الملہم ۱/ ۳۰۳)

☆☆☆☆☆☆☆

www.khanqah.in

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

30 مئی 2014 جمعۃ المبارک

تعلیمی پسماندگی......ذمہ دار کون؟

علماء پر سب سے بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ اُن کی وجہ سے قوم تعلیمی اعتبار سے پسماندہ رہ گئی، اور یہ کہ انہوں نے علوم عصریہ اور جدید علوم سیکھنے کی علی الاطلاق مخالفت کی، حالاں کہ یہ الزام محض مغالطہ اور تلبیس پر مبنی ہے۔ علماءِ ربانیین نے کبھی بھی قوم کو نفس تعلیم یا دنیوی ترقی سے نہیں روکا، البتہ یہ کہ انہوں نے ضرور کہا اور یہ کہنا اُن پر دینی اعتبار سے فرض تھا کہ ایک مسلمان کو ہر حالت میں اپنی دینی تہذیب سے وابستہ رہنا چاہیے، اور ایسے ماحول سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے، جس سے اس کا ایمان خطرہ میں پڑ جائے۔ اور یہ بات کل بھی کہی جاتی تھی اور آج بھی کہی جاتی ہے، اور قیامت تک کہی جاتی رہے گی۔ اس لئے کہ مسلمانوں کو جدید ترقیات اسی وقت راس آسکتی ہیں جب کہ وہ دین کے رنگ میں رنگین ہوں۔ اور اگر دین کو درکنار کر کے الحاد و دہریت کے ساتھ جدید علوم حاصل کئے جائیں گے، تو اس سے مسلم قوم کو نہ کبھی فائدہ ہوا ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ ترقی، شام، مصر، لیبیا، الجزائر، تیونس اور اس جیسے ممالک جہاں کے مذہبی طبقہ کو بزور طاقت کچل دیا گیا اور حکومت اور نظام تعلیم پر پوری طرح لادینوں اور بدمذہبوں کا قبضہ رہا۔ وہاں سے گذشتہ پچاس برسوں میں نامور جدید علوم کے ماہرین کیوں پیدا نہیں ہوئے؟ اور ان ممالک نے جاپان، امریکہ اور برطانیہ کی طرح ترقی کیوں نہیں کی؟ اور تمام تر عصری تعلیم کے باوجود ممالک اپنی معاشیات اور صنعت وحرفت میں غیر مسلم ممالک کے محتاج اور دوسروں کے دست نگر کیوں بنے ہوئے ہیں؟ اگر صرف علوم عصریہ کی تعلیم ہی پر ترقی کا مدار ہوتا تو ایسے ممالک کو اب تک ترقی یافتہ ممالک کے درجہ میں آجانا چاہیے تھا، مگر ایسا نہیں ہوا۔ اور یہ ممالک ''نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم'' کا مصداق بن گئے۔ مثلاً جدید تُرکی جو اپنی لادینی شناخت کی دھائی دے کر ایک زمانہ سے یورپی یونین میں شامل ہونے کا خواہاں ہے اور خوشامد کے نہایت ذلت ناک مظاہر پیش کر چکا ہے؛ بلکہ ان علوم کے ساتھ دینی حمیت اور اقتدار اعلیٰ کی پشت پناہی بھی سب کے درجہ میں ضروری ہے۔ چنانچہ جب تک خلافت اسلامیہ (کسی بھی درجہ میں) باقی رہی، دُنیا میں مسلمان مجموعی طور پر باوزن رہے اور جب تمام دُشمنوں کی منصوبہ بند سازش سے خلافت کو سبوتاژ کر دیا گیا اور مسلمانوں کی زبردست طاقت کے حصے بخرے کر دیئے گئے تو فطری اصول کے مطابق ان کی سربلندی خواب وخیال بن گئی۔ آج بھی اگر پسماندگی ختم کرنی ہے تو دینی حمیت کے ساتھ تمام مسلمانوں کو متحد طور پر اپنی طاقت بنانی ہوگی۔ اس کے بغیر لاکھ کالج اسکول میں پڑھ لیں دُنیا میں بالادستی نصیب نہ ہوسکے گی۔ اور اس اصل سبب سے دانستہ اعراض کر کے اپنی ناکامی کا ٹھیکرا علماء کے سر پھوڑنے سے قوم وملت کا کچھ فائدہ ہونے والا نہیں ہے۔ علماء نے دیانت دارانہ طور پر اپنا فرض ادا کیا اور کر رہے ہیں، قوم کی ترقی میں وہ نہ پہلے رکاوٹ بنے نہ آئندہ بنیں گے، ہاں اگر ان کی دینی رہنمائی کو کوئی شخص خواہ مخواہ رکاوٹ سمجھ لے تو اس کور چشمی کا کوئی علاج نہیں۔

جواہر القرآن

سورۂ اقرأ ۔ 1

از: حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ

خلاصہ تفسیر: اقرأ سے مالم یعلم تک سب سے پہلی وحی ہے جس کے نزول سے نبوت کی ابتدا ہوئی جس کا قصہ حدیث شیخین میں یہ ہے کہ عطاء نبوت کے قریب زمانے میں آپ کو از خود خلوت پسند ہوگئی، آپ ﷺ غارِ حرا میں تشریف لے جا کر کئی کئی شب رہتے، ایک روز دفعتہً جبرئیلؑ تشریف لائے اور آپ ﷺ سے کہا کہ اقرأ ''پڑھئے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ما انا بقاریٔ یعنی میں کچھ پڑھا ہوا نہیں، اُنہوں نے آپ ﷺ کو خوب زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور پھر کہا اقرأ، آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا، اسی طرح تین بار کیا۔ پھر آخر میں دبانے کے بعد چھوڑ کر کہا اقرأ ....مالم یعلم

اے پیغمبر (ﷺ) آپ (پر جو) قرآن (نازل ہوا کرے گا جس میں اس وقت کی نازل ہونے والی آیتیں داخل ہیں) اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجئے (یعنی جب پڑھئے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر پڑھا کیجئے جیسا کہ اس آیت اِذَا قَرَأتَ الْقُرآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ......الخ میں قرآن کے ساتھ اعوذ باللہ پڑھنے کا حکم ہوا ہے اور ان دونوں امر سے جو اصل مقصود ہے یعنی توکل واستعانت وہ تو واجب ہے اور زبان سے کہہ لینا مسنون ومندوب ہے اور گو اصل مقصود کے اعتبار سے اس آیت کے نزول کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا آپ کو معلوم ہونا ضروری نہیں لیکن بعض روایات میں اس سورت کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا نازل ہونا بھی آیا ہے اخرجه الواحدی عن عکرمة و الحسن انهما قالا اول..................... ثم قل بسم اللہ الرحمن الرحیم کذا فی روح المعانی، اور ان آیتوں میں جو قرأۃ کو اسم اِلٰہی کیساتھ افتتاح کرنے کا حکم ہوا ہے اس حکم میں خود ان آیتوں کا داخل ہونا ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اِسْمَعْ مَا اَقُوْلُ لَكَ یعنی میں جو کچھ تجھ سے کہوں تو اس کو سُن، تو خود اس جملہ کے سُننے کا حکم کرنا بھی اس کو مقصود ہے پس حاصل یہ ہوگا کہ خواہ ان آیتوں کو پڑھو یا جو آیات بعد میں نازل ہونگی ان کو پڑھو سب کی قرأت اسمِ اِلٰہی سے ہونا چاہئے اور آپ کو بعلم ضروری معلوم ہوگیا کہ یہ قرآن وحی ہے۔ اور حدیثوں میں جو آپ کا ڈر جانا اور ورقہ ابن نوفل سے بیان کرنا آیا ہے وہ بوجہ شبہ کے نہ تھا بلکہ خوف وہیبت وحی سے اضطراری تھا اور ورقہ سے بیان کرنا مزید اطمینان وزیادتِ ایقان کیلئے تھا نہ کہ زعمِ ایقان کے سبب، اور معلم متعلم سے ابجد شروع کرانے کے وقت کہتا ہے کہ ہاں پڑھ، پس اس سے تکلیف مالایطاق لازم نہیں آتی اور آپ کا عذر فرمانا تو اس وجہ سے ہے کہ آپ کو اس جملے کے معنے متعین نہ ہوئے ہوں کہ مجھ سے کیا پڑھوانا چاہتے ہیں اور یہ امر کوئی خلافِ شان نہیں ہے۔ (جاری)

ذکرِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

صاحب خلق عظیم صلّی اللہ علیہ وسلّم

''مومن کا وعدہ دِین ہے اور مومن کا وعدہ ایسا ہے جیسے اُس نے ہاتھ پکڑ لیا۔'' ''تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو آخرت کو دُنیا کی وجہ سے نہ چھوڑے اور نہ دُنیا کو آخرت کی وجہ سے ترک کرے'' ''اُس شخص میں کوئی خیر نہیں جو نہ تو خود خوش رہتا ہے اور نہ دوسروں کو خوش کرتا ہے۔'' ''ہر نیکی صدقہ ہے اور یہ بات بھی نیکیوں میں شامل ہے کہ تو اپنے بھائی سے ملے تو تیرا چہرہ خوش وخرم ہو اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملے۔

''مسلمانو! کسی گروہ کی دُشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اُن کے ساتھ بے انصافی کرنے لگو، انصاف کرو، وہ پرہیزگاری کے قریب ہے، خدا سے ڈرو، بے شک خدا تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔'' ''ظلم قیامت کے دِن تاریکیاں بن کر نمودار ہوگا۔'' ''اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد وعورت سے پیدا کیا اور تم کو مختلف خاندانوں اور برادریوں میں تقسیم کر دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو اور تعارف کا ذریعہ بنالو، بے شک تم میں بزرگ وہ ہے جو پرہیزگار ہے۔'' ''تمام انسان آپس میں برابر ہیں، جس طرح کنگھی کے دانتے۔''

''لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے، اور تمہارا باپ بھی ایک ہے، اور کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر اور نہ کسی سُرخ کو کالے پر اور نہ کالے کو سُرخ پر فضیلت حاصل ہے، مگر تقویٰ سے، بیشک تم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے، کیا میں نے تمہیں پہنچا دیا؟ پس ہر حاضر کو چاہیے کہ وہ غیر حاضر کو میری بات پہنچا دے۔''

''طاقتور مومن بہتر ہے کمزور مومن سے اور خدا کو پسند ہے، بہترین جہاد حق بات کہنا ظالم حاکم کے سامنے۔''

''اے نبی! تم اپنے رفیقوں سے مشورہ کیا کرو، جس سے مشورہ لیا جاتا ہے وہ صاحب امانت ہوتا ہے۔

''جب تمہارے امیر تم میں سے بہتر لوگ ہوں اور تمہارے مالدار سخی ہوں اور تمہارے معاملات مشورہ پر ہوں تو تمہارے لئے زمین کے اوپر زندہ رہنا، زمین کے اندر دفن ہونے سے بہتر ہے، اور جب تمہارے امیر، بُرے لوگ ہوں اور تمہارے مالدار کنجوس ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں پر چلیں تو تمہارے لئے زمین کے اندر کا حصہ اوپر کے حصّہ سے بہتر ہے۔'' (مشکوٰۃ شریف) ''جب تم نماز جمعہ سے فارغ ہو جاؤ تو خدا کی زمین میں پھیل جاؤ اور خدا کا فضل (روزی) تلاش کرو۔'' ''بہترین مددگار تقویٰ کا مال ہے۔'' ''مال سے خیر خیرات، حج وزکوٰۃ اور اہل وعیال اور دوسرے ضرورت مندوں کی کفالت کی جاتی ہے۔

www.khanqah.in

زاغوں کے نشیمن میں شاہینوں کا بسیرا

حضرت محمد اسحاق قاسمی نازکی صاحب۔ مدظلہ العالی

''میرے بیٹے! ہم دونوں میاں بیوی نے تمہیں بچپن میں کھلایا پلایا ہے، اس طرح اپنے ان دونوں ہاتھوں سے تمہیں خوب پالا پوسا ہے، تیری ساری ضرورتیں حتی کہ تیری ہر ضد ہم پوری کرتے رہے تم روٹھ جاتے تھے، ہمیں تمہیں منانے میں مزا آتا تھا تمہارے سارے نازنخرے ہم برداشت کرتے رہے، جب کبھی بیمار ہوتے تھے تو ہم بے قرار ہوتے تھے، صحت مند ہونے کے باوجود ایسا لگتا تھا کہ گویا وہ بیماری ہم ہی کو لگی ہوئی ہوتی تھی، اَب جب کہ تم نے نوجوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو ہم پھولے نہ سمائے ہم تمہارا اپنے لئے سہارا بننے کی تمنا کرنے لگے، چنانچہ اچھے گھرانے میں تمہاری شادی کرادی، نئی نویلی حسین اور خوب صورت دلہن لے کر آئے، ہمیں جس سے بڑی خوش ہوئی۔ مگر معلوم نہیں ہوا کیا کہ اچانک تمہارے مزاج میں ''کچھ تبدیلی سی'' آنے لگی ہم نے یہ تاویل کر کے اپنے دل کو مطمئن کیا کہ کوئی بات نہیں۔ کبھی خوشی میں موڑ آف بھی ہوتا ہے مگر ساری یہ تاویل اس وقت غلط ثابت ہوئی جب تم دونوں میاں بیوی ''وہاں سے'' ہفتہ عشرہ گذار کر آئے کہ اچانک تمہارا ذہن ہم پر دونوں سے پھر گیا آخر چند ہی ہفتوں میں ہماری خوشیوں کے آفتاب کو گہن کیس لگ گیا؟ عمر بھر کی کمائی کا کیا حاصل نکلا؟ اس نے تمہیں کیا پٹی پڑھائی کہ تمہارے فکر ونظر کا قبلہ ہی پھر گیا۔ کبھی تم نرمی سے بات کرتے تھے اب سخت کلامی کے ساتھ پیش آتے ہو۔ کبھی سر جھکا کر ادب کے ساتھ تعمیل حکم کرتے تھے اب سُنی کو اَن سُنی کرتے ہو اور سر اُٹھا کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے ہو تمہاری اس بدسلوکی، سخت مزاجی، تلخ کلامی، درشت خوئی، احسان فراموشی اور نافرمانی سے ہم دونوں کے دل زخمی ہو رہے ہیں۔ ہمارا معاملہ تب بھی آسان ہی ہے مگر یہ دونوں نہیں اس کو بہت بُری طرح سے محسوس کر رہی ہیں، جو دونوں شادی کی عمر کی سرحد سے آگے جارہی ہیں، عرصہ دراز سے اپنے ہاتھوں کو پیلا کرنے کی کسی خضر راہ کی تلاش اور انتظار میں ہیں۔ اس کے باوصف یہ دونوں بہنیں تم دونوں کے نازنخرے کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کر رہی ہیں۔ میرے بیٹے! ہمارے اس گلستان میں بہار آتے آتے خزاں کیسے جلدی آ گیا؟ ٹھیک ہے تم دونوں جیتے رہو، سدا خوش رہو۔ ہماری طرف سے تب بھی ڈھیر ساری دُعاؤں کا سوغات پہنچے۔''

کیا آج کل اکثر والدین اس صدمے سے دوچار نہیں ہیں؟ آخر اُنہیں اس جُرم ضعیفی کی سزا کیوں مل رہی ہے؟ ان کے حسین تمناؤں کا خون کیوں ہو رہا ہے؟ ان کے خوابوں کا شش محل کیوں چکنا چور ہو رہا ہے؟ اس کیوں کا جواب ایک ہی ہے، بے دینی، اسلام سے دُوری، زر پرستی اور دین بیزاری۔ ان کا علاج دینی دعوت اخلاص واتباع سنت کی بنیادوں پر اور صحیح اسلامی تعلیم اور دینی اصولوں پر تربیت وتعلیم لعل بدخشاں! سرکاری ونیم سرکاری اداروں میں اس کا بالکل فقدان ہے، خالص دینی اور اسلامی تربیت گاہوں پر اُمت کی نظریں جمی ہوئی ہیں۔

تاہم اس گئے گذرے زمانے میں بھی کچھ خوش نصیب والدین ہیں جن کی اولاد اس ضعف وپیری میں ان کا سہارا ہے۔ اور ان کی ڈھیر ساری دُعاؤں کی مستحق بنتی ہے، اس طرح وہ اپنا دُنیاوی اور اُخروی مستقبل روشن اور تابناک بنارہی ہے۔ ایسی اولاد سکندر بخت ہے۔ کیا اس شکستہ تحریر میں ہماری موجودہ نوجوان نسل کیلئے کوئی پیغام ہے؟ کیا زاغوں کے نشیمن میں شاہینوں کی بھی کوئی قدر وقیمت ہے؟ بقول دانائے رازؒ ؎

کبھی اے مسلم نوجوان! تدبر بھی کیا ہے تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

مفتی محمد اسحاق نازکی۔ بانڈی پورہ
9419339139

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اِسلام کی نظر میں

حضرت اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۔13

ابوحنظلہ۔کولگام

سیدنا اَمیر معاویہؓ اوراہل بیتؓ

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ حضرت معاویہؓ کی حقیقی بہن تھی، ظاہر ہے کہ بہن اپنے بھائی کو کتنا محبوب رکھتی ہے، چنانچہ روایت میں آیا ہے کہ ''ایک دفعہ اُم حبیبہؓ اپنے بھائی معاویہؓ کا سر سہلا رہی تھیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم آگئے اور اُنہیں دیکھ کر فرمایا: ''اُم حبیبہؓ! کیا تم معاویہؓ کو محبوب رکھتی ہو؟ آپؓ بولیں کیوں نہیں! بھلا کوئی بہن ایسی ہوگی جو اپنے بھائی کو محبوب نہ رکھتی ہو؟ یہ سن کر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''فان اللہ ورسولہ یحبانہ'' اللہ اور اس کا رسول بھی معاویہؓ کو محبوب رکھتے ہیں۔'' (تطہیر الجنان)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: جنگ صفین کے بعد حضرت اَمیر معاویہؓ کو بہت سے لوگ بُرا بھلا کہنے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: ''اُنہیں بُرا مت کہو، وہ تمہارے درمیان سے جب اُٹھ جائیں گے تو تم دیکھو گے کہ بہت سے سر تن سے جدا ہو جائیں گے۔'' (تاریخ الخلفاء: ۲۱۸، بحوالہ ابن عساکر) اور ایک موقع پر فرمایا: ''معاویہ میرے بھائی ہیں، کافر یا فاسق نہیں۔'' (مکتوبات جلد ۲/ ۵۴) اور تم لوگ اُنھیں بُرا کہنے کے بجائے ان کیلئے دُعا کیا کرو، ہمیں اُن کی بُرائی پسند نہیں۔'' (اَمیر معاویہؓ پر ایک نظر: ۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ اَمیر معاویہؓ کی طرح ان کی لشکر کی بھی تعریف فرمایا کرتے تھے، ایک دفعہ آپؓ نے اپنے لشکریوں کے سامنے یہ تقریر کی: ''بخدا مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ لوگ عنقریب تم پر غالب آجائیں گے یہ اپنے اِمام (معاویہؓ) کے فرمانبردار ہیں اور تم اپنے امام کے نافرمان۔ تم خیانت کرتے ہو وہ اَمانت دار ہیں۔ تم زمین پر فساد کرتے ہو اور وہ اس کی اصلاح کرتے ہیں۔'' (البدایہ والنہایہ: ۸/ ۱۴)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: آپؓ نے دست برداری خلافت سے چند روز قبل فرمایا تھا: ''......خدا کی قسم! میں معاویہؓ کو اُن لوگوں سے بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے آپ کو شیعہ کہتے ہیں۔'' (البدایہ والنہایہ: ۸/ ۴۰) علامہ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: ''حضرت حسنؓ نے فرمایا: جو معاویہؓ کو بُرا کہتا ہے، اس پر خدا کی لعنت۔'' (الاستیعاب)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ: حضرت حسنؓ کے ساتھ حضرت حسینؓ نے بھی معاویہؓ کی بیعت کرلی تو کوفیوں نے آپؓ کو ورغلایا کہ معاویہؓ کی بیعت توڑ دیں لیکن آپؓ نے صاف انکار کردیا، فرمایا کہ ''میں نے بیعت کرلی ہے اور عہد کرلیا ہے، اَب بیعت کو توڑنا میرے لئے ممکن نہیں''۔ ایک بار آپؓ حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لے گئے، وہ جامع مسجد دمشق میں خطبہ دے رہے تھے، آپؓ نے فرمایا: ''اے آلِ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گروہ! آخرت کے دِن جو بھی کلمہ توحید پڑھتا ہوا آئے گا وہ بخش دیا جائیگا۔ حضرت معاویہؓ نے پوچھا کہ بھتیجے آلِ محمد کے گروہ میں کون لوگ ہیں؟ تو آپؓ نے فرمایا: جو ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور معاویہؓ کو گالیاں نہیں دیتے''۔

حضرت عقیلؓ بن ابوطالب: آپؓ حضرت علیؓ کے حقیقی بڑے بھائی تھے۔ شیعی مورخ صاحب عمدۃ المطالب لکھتے ہیں: ''عقیل اپنے بھائی علیؓ سے اُن کے عہد خلافت میں الگ ہو گئے تھے اور جنگ صفین میں معاویہؓ کا ساتھ دیا تھا''۔ بعض معاندین کہتے ہیں کہ عقیل مال ودولت کی لالچ میں اَمیر معاویہؓ کے پاس چلے گئے تھے۔ گویا اُن کے نزدیک حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چچیرا اور علیؓ کا حقیقی بھائی جو مہاجر بھی تھا اور مجاہد بھی، دُنیادار اور لالچی ہو گیا تھا۔ (واللہ اعلم)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ: یہ صفین میں حضرت معاویہؓ کے خلاف دس ہزار لشکر کے اَفسر اعلیٰ تھے۔ لیکن حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد یہ حضرت معاویہؓ کے بہت بڑے مدح وثناء خواں ہوگئے۔ ''ایک بار حضرت معاویہؓ پر کسی نے نکتہ چینی کی، یہ بے ساختہ بول اُٹھے: کچھ نہ کہو وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابی ہیں، فقیہ اور مجتہد ہیں۔'' (صحیح بخاری) ایک بار دمشق سے واپس آئے تو اہل مدینہ سے فرمایا: ''معاویہؓ کا حلم اُن کے غضب اور فیاضی ان کے بخل پر غالب ہے، وہ صلہ رحمی کرتے ہیں، قطع نہیں کرتے، لوگوں کو ملاتے ہیں، جدا نہیں کرتے، میرے ساتھ اُن کے تمام معاملات درست رہے''۔

حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ: آپؓ بڑی بزرگی والے اور اہل بیتؓ کے چشم وچراغ تھے، آغوش رسالت کے پروردہ جعفر طیارؓ کے لختِ جگر تھے۔ فاطمۃ الزہراؓ کے داماد اور حضرت حسنینؓ کے بہنوئی تھے۔ حضرت ابن عباسؓ کی طرح یہ بھی صفین میں حضرت اَمیر معاویہؓ کے خلاف دس ہزار فوج کی قیادت کر رہے تھے لیکن صلح ومصالحت کے بعد اُن کے تعلقات بھی اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہایت خوشگوار اور دوستانہ تھے۔ ان کے تعلقات کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی صاحبزادی سیدہ اُم محمدؓ کا عقد یزید بن معاویہؓ کے ساتھ کردیا اور اپنے بیٹے کا نام معاویہؓ رکھا تھا۔ (جلاء العیون صفحہ ۱۸۶، کتب امامیہ)

☆ خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دَور میں ایک انچ زمین فتح نہ ہوئی، تاہم جب حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ نصف حصے پر صلح کی اور اس کے بعد جب حضرت حسنؓ نے پہلا حصہ بھی حضرت معاویہؓ کو دے کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی، تو حضرت معاویہؓ کا دَور اجماع امت اور اتحاد امت کی حقیقی روشنی میں جگمگا اُٹھا۔ بے انتہا وسیع مملکت اور مسلمانوں کے تمام گروہوں میں اتفاق وارتباط کا یہ اِمتیاز حضرت معاویہؓ کے حصے میں آیا۔'' واللہ اعلم بالصواب ☆☆☆

www.khanqah.in

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

سوال: مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ، مولانا خلیل احمد انبھیٹویؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ وغیرہم علمائے کرام کو بعض نام نہاد مولوی کافر، مرتد، بے ایمان، بدعقیدہ حتیٰ کہ جہنمی اور لعنتی بھی کہتے ہیں، اور ایسا کہنے اور اُن پر لعنت کرنے کی لوگوں کو تعلیم بھی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو اُن کو کافر نہ مانے اور بُرا نہ سمجھے وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ اس کے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل سے جواب دیں؟

محمد افضل بٹ۔ شانگس اسلام آباد

جواب: وباللہ التوفیق: (۴) حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت ''حفظ الایمان'' کی عبارت کے متعلق:

''میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا خطرہ نہیں گذرا''۔

''جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کرے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔'' (بسط البنان: ۱۰)

پھر بھی اہل بدعت پیٹ کی خاطر یہی کہتے پھرتے ہیں کہ نہیں نہیں اُن لوگوں کا یہی عقیدہ تھا اور ان کی تحریوں کا یہ مطلب ہوتا ہے اسلئے کافر ہیں اور ان کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر!!

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت اُسامہ نے میدانِ جنگ میں ایک کافر پر حملہ کردیا اُس نے فوراً ہی ''لا اِلٰہ الّا اللہ'' پڑھ دیا، مگر حضرت اُسامہ نے اسے قتل کردیا، جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر ہوئی تو حضرت اُسامہؓ نے فرمایا کہ ''لا الٰہ الّا اللہ'' پڑھنے کے بعد بھی اُسے قتل کردیا؟ جواب دیا حضور! اس نے فلاں فلاں کو قتل کیا تھا، اور جب میں نے حملہ کیا تو ڈر کے جان بچانے کی خاطر کلمہ پڑھ دیا، صدق دِل سے نہیں پڑھا تھا، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تم نے اُس کا دِل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ صدق دل سے پڑھا ہے یا خوف سے؟ اور فرمایا کہ قیامت کے روز جب کہ اس کی طرف سے کلمہ توحید مدعی بن کر آئے گا اُس وقت تم کیا جواب دو گے؟ حضرت اُسامہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے لئے مغفرت کی دُعا کیجئے، تو جواب میں بھی آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم بار بار یہی فرماتے رہے، حضرت اُسامہؓ کہتے تھے کہ میں نے بار بار حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد سن کر تمنّا کی کہ کاش! میں آج ہی اسلام لایا ہوتا کہ میرا نیا اسلام اس گناہ کو محو کردیتا۔'' (بخاری ومسلم: ۱/ ۶۸)

اس واقعہ سے بدعتیوں کو عبرت پکڑنی چاہیے اور مسلمانوں کو کافر اور مرتد بتانے اور بنانے کی ناپاک کوشش سے باز آجانا چاہیے۔

سب وشتم کی عادت منافق کی علامت ہے، اور بدگوئی تبرابازی روافض کا طریقہ ہے، اور مذہبی پیشواؤں کو ایذا رسانی اور قتل کرنا یہود کی کارستانی ہے، اسلامی طریقہ نہیں ہے، بدعتی اسلامی تعلیم سے اعلانیہ خلاف ورزی کررہے ہیں جس کی شہادت روایات حدیث وفقہ دے رہی ہیں۔ بنی اسرائیل نے ۴۳ نبیوں کو دن کے ابتدائی حصہ میں قتل کردیا اور اسی دن کے انتہائی حصہ میں ۱۱۲/ عابدوں کو قتل کردیا تھا۔

''فتاویٰ حدیثیہ'' میں ہے کہ مسلم اور غیر مسلم (جس کے متعلق علم نہ ہو کہ اس کی موت کفر پر ہوئی ہے) اس پر لعنت بھیجنا ممنوع ہے۔

لان لعن المسلم حرام بل لعن الكافر الغير الحربی كذلك واما لعن شخص بعينه فان كان حيا لم يجز مطلقا الا ان علم انه يموت على الكفر كابليس وذلك كمن لم يعلم موت على الكفر وان كان كافرا فی الحال..........''

(فتاویٰ حدیثیہ لابن حجر ہیثمی مکی: ۳۲۱)

اسی لئے حجاج اور یزید کے متعلق بھی محققین کی رائے اور معتبر مذہب یہی ہے کہ خاموش رہنا اولیٰ ہے، لعنت کی اجازت نہیں دی۔

ایک مرتبہ بلال ابن ابی بردہ کا ذکر چھڑا تو لوگ لعنت ملامت کرنے لگے ابن عون خاموش رہے پوچھا گیا کہ تم کیوں برائی نہیں کرتے؟ فرمایا کہ قیامت کے روزنامہ اعمال میں دو باتیں ہوں گی ایک ''لا الٰہ الّا اللہ'' اور دوسری یہ کہ ''فلاں فلاں پر لعنت بھیجی'' مجھے یہی پسند ہے کہ میرے نامہ اعمال میں کلمہ لا الٰہ الّا اللہ ملے یہ نہ ہو کہ فلاں فلاں پر خدا کی لعنت ہو۔

کفربازی حرام ہے - 2

....

مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری

حضرت رابعہ بصریہؒ کبھی شیطان کو بھی بُرا نہیں کہتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ جتنا وقت اس مہمل کام میں صَرف کیا جائے اتنا وقت اگر محبوب کے ذکر میں مشغول رہے تو کتنا نفع ہو۔ (احیاء العلوم: ۳/ ۲۲)

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی تم میں سے وفات پائے تو اُسے چھوڑ دو اور اس کی غیبت نہ کرو ''اذا مات صاحبكم (احدكم) فدعوه ولا تقعوا فيه'' (ابوداؤد: ۲/ ۳۲۳) اور فرمایا کہ اپنے مردوں کے اچھے اوصاف کا تذکرہ کرو اور اُن کی بُرائیوں سے زبان کو محفوظ رکھو ''اذكروا محاسن موتاكم وكفوا عن مساويهم'' (ابوداؤد: ۲/ ۳۲۳، ترمذی: ۱/ ۱۲۱، ترغیب وترهیب: ۶/ ۱۴۴) اور فرمایا کہ جو لوگ وفات پاچکے ہیں اُنہیں بُرا بھلا نہ کہو، کیونکہ جو انہوں نے آگے بھیجدیا تھا وہ اُن کو مل گیا۔ ''لا تسبوا الاموات فانهم قد افضوا الى ماقدّموا'' (بخاری: ۱/ ۱۸۷، شامی، احیاء العلوم وغیرہ)

احیاء العلوم میں روایت ہے کہ مُردوں کو نیکی سے یاد کیا کرو اسلئے کہ اگر وہ جنّتی ہیں تو ان کی برائی کرنے کی وجہ سے تم گنہگار ٹھہروگے اور اگر وہ جہنمی ہیں تو اُن کیلئے یہی بُرائی کافی ہے، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مُردوں کو سب وشتم نہ کرو کہ جس سے زندوں کو ایذاء پہنچاؤ۔ مردہ کی برائی کرنے سے اس کے زندہ متعلقین کو تکلیف پہنچتی ہے۔

(احیاء العلوم: ۳/ ۲۲)

ایک آدمی ہر وقت ''تبّت یدا اَبی لہب'' کی سورت پڑھا کرتا تھا، ابولہب اگرچہ کافر تھا مگر حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چچا تھا، سورہ تبّت میں اس کی برائی ہے، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس آدمی کا ہر وقت یہ سورت پڑھنا اور ابولہب کا عیب زُبان پر لانا بُرا معلوم ہوا، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے منع فرمایا، تجھے اس سورت کے علاوہ اور کوئی سورت یاد نہیں ہے؟

جنگ بدر میں جو مشرکین قتل کئے گئے تھے ان کو بھی سب وشتم کرنا ممنوع ہے، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے: کہ ان کو سب وشتم نہ کرو اسلئے کہ جو کچھ تم اُنہیں کہتے ہو، وہ اُن کو نہیں پہنچتا، اور زندوں کو اس سے ایذا ہوتی ہے، خبردار بدگوئی کمینہ پن ہے، ''لاتسبوا هؤلاء فانه لا يخلص اليهم شئ مما تقولون وتؤذون الاحياء الا ان البذاء لؤم''

(احیاء العلوم: ۳/ ۱۱۷)

رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کا نفاق بدیہی اور اس کی ایذا رسانی علانیہ تھی، مگر جب وہ مدینہ میں وفات پاتا ہے تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کے بیٹے کو کفن کیلئے اپنا مبارک کُرتا عنایت فرماتے ہیں، نمازِ جنازہ پڑھاتے ہیں، اس کا سر اپنے گھٹنہ مبارک پر رکھ کر اس کے منہ میں لعابِ مبارک ڈالتے ہیں، اس طرح جہنم سے بچانے اور جنتی بنانے کی پوری کوشش فرماتے ہیں اور اس کی زندہ متعلقین کو خوش کرتے ہیں، جب کہ آج کل کے بدعتی مولوی، سچے مسلمان اور جلیل القدر بزرگوں اور مذہبی پیشواؤں کو کافر، مرتد، جہنمی اور لعنتی وغیرہ ٹھہراتے ہیں، اور متعلقین ومعتقدین کو ایذاء پہنچاتے ہیں۔ ع

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

خدا پاک نیک ہدایت عطا کرے کہ یہ لوگ سچے مسلمانوں کو کافر بنانے کے بجائے ضعیف الایمان مسلمانوں کو شدھی اور مرتد ہونے سے بچانے کی کوشش کریں۔ آمین ثم آمین فقط واللہ اعلم بالصواب

سوال: مسلم تاجر پارچہ اپنے شورُوم میں مجسمے سنوار کر گاہک کو لبھانے کیلئے رکھتے ہیں، کیا ایسی تجارت جائز ہے؟

محمد غیاث الدین

جواب: وباللہ التوفیق۔ مجسموں اور مورتیوں کے بنانے کی حرمت پر تمام فقہاء کا اِجماع واتفاق ہے۔ (فتح الباری شرح بخاری: ۱۰/ ۴۷۰) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن صورت بنانے والے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب کے مستحق ہوں گے۔ اسلئے مجسمہ سازی تو یوں بھی سخت گناہ ہے، اور اس کی خرید وفروخت حرام ہے، پھر دیوی اور دیوتاؤں کے پتلے بیچنا تو گناہ بالائے گناہ ہے، کیونکہ یہ براہِ راست شرک میں تعاون ہے اور کسی مسلمان کیلئے اس سے بڑھ کر بدنصیبی کیا ہوسکتی ہے کہ وہ توحید کا داعی اور شرک کا ماحی ہونے کی بجائے شرک کا خادم بن جائے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس سے حفاظت فرمائے، ایسے چیزوں کو ذریعہ معاش بنانا جو شریعت اسلام میں حرام ہو۔ ایسے مسلمان بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ اس سنگین گناہ سے باز آجائیں اور کوئی حلال ذریعہ معاش تلاش کریں، اللہ تعالیٰ رزّاق ہے، یقیناً ان کیلئے کوئی جائز اور بہتر صورت نکل آئے گی۔

اسلئے اس طرح کے مجسمے نہ بیچنا جائز ہے اور نہ رکھنا، کپڑے کی طرف راغب کرنے کیلئے دوسرے طریقہ کار بھی موجود ہیں، ان کا استعمال کرنا چاہیے، اور اپنی صداقت اور دیانت کا ایسا ریکاڈ قائم کرنا چاہیے کہ لوگ آپ کی دُکان پر اعتماد واعتبار کرکے آئیں، نہ کہ اس کیلئے غیر شرعی طریقہ پر تشہیر وآرائش کا طریقہ اختیار کیا جائے، البتہ جو سامان اس نے بیچا اور اس پر نفع حاصل کیا ہے وہ حلال ہے، (ردالمحتار: ۵/ ۲۵۰)

کیونکہ اصل تجارت میں کوئی خلاف شرع بات نہیں ہوئی ہے، بلکہ معصیت طریقہ تشہیر میں واقع ہوئی ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

CHAND
SOLARS
NEAR J&K BANK,
T.P. BRANCH
KULGAM
Cell No's: 9419639044,
9596106546

نوٹ: اس شمارے میں شامل اشاعت مضامین ومراسلے وغیرہ سے ادارے کا ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ مدیر

www.khanqah.in

بقیہ: مدارس کی حفاظت وَ وکالت ...... صفحہ اوّل سے

اسلامی ادارے نہیں، اسلئے کہ ان میں سوائے اسکے کہ اس کو چلانے والے مسلمان ہیں اس کے سوا اس کی کوئی امتیازی مذہبی شان نہیں، ان میں سوائے کچھ کو مستثنیٰ کر کے وہ سب غیر دینی نصابی وثقافتی سرگرمیاں ہوتی ہیں جس کا اسلام سے دور دور تک تعلق نہیں ہوتا، لیکن اگر بالفرض تھوڑی دیر کیلئے ہم مان بھی لیں کہ ہمارے بچے خالص اسلامی بنیادوں پر قائم اسلامی اسکولوں و کالجز میں ہی پڑھ رہے ہیں، اور اس طرح کے اداروں کی ایک بڑی تعداد الحمدللہ ملک و بیرون ملک میں پائی بھی جا رہی ہے، تب بھی یہ اسلامی عصری تعلیمی ادارے ہمارے دینی مدارس کا متبادل بن نہیں سکتے۔ عام طور پر مسلمانوں کو یہ غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ اس طرح کے اسلامی اسکولوں میں اپنے نونہالوں کو انہوں نے داخل کر کے ان کو دینی تعلیم سے بھی آراستہ کر لیا، حالانکہ یہاں تو بقدر ضرورت صرف ایمان پر باقی رکھنے والی اسلامی تعلیم دی جاتی ہے، قرآن و حدیث میں ایک عالم دین کیلئے جو فضائل اور ان کی جو خصوصیات بیان کی گئی ہیں اس سعادت کو آپ ان اسلامی اسکولوں سے بھی حاصل نہیں کر سکتے، اگر چہ آپ کا بچہ ان اسکولوں سے فارغ ہو کر اچھی عربی بولنے لگے اور قرآن کی کچھ سورتوں کے اس کو تراجم بھی یاد ہو جائیں، وہ نماز روزے کا پابند ہو جائے اور دیکھنے میں ایک عالم دین کی طرح نظر بھی آئے، لیکن وہ بارہ تیرہ سال تک مسلسل مدرسہ میں وقت لگا کر فارغ ہونے والے کسی عالم دین کے برابر نہیں ہو سکتا، چاہے وہ خود اپنے کو اور دنیا والے اس کو شریعت کا ماہر اور عالم سمجھیں، لیکن وہ زیادہ سے زیادہ ایک اچھا مسلم اسکالر کہلا سکتا ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

اسی حالت میں مدارس کی قیامت تک ضرورت ہے

عام طور پر اس وقت بڑے زور و شور سے یہ آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ مدارس کے موجودہ نصاب و نظام میں وقت کے بدلتے حالات کے مطابق تبدیلی ہونی چاہئے اور اس میں عصری علوم کی بھی اس طرح آمیزش ہونی چاہئے کہ ہمارے مدارس کے فارغین دنیاوی میدان میں کسی کے دست نگر یا محتاج نہ ہوں اور معاشی اعتبار سے بھی خود کفیل ہوں، ہمارے اپنے لوگوں کی طرف سے اٹھنے والی یہ آوازیں زیادہ تر ان لوگوں کی طرف سے ہوتی ہیں جن کے بچے مشنری اسکولوں میں زیر تعلیم ہیں اور ان کی اولاد تو در کنار ان کے رشتہ دار بھی مدارس میں نہیں پڑھتے، ان کی یہ آرا مخلصانہ و ہمدردانہ تو ہو سکتی ہیں، لیکن جب حکومت اور مغربی طاقتوں اور اسلام دشمن طبقات کی طرف سے یہ آوازیں سننے میں آتی ہیں تو یقیناً اس کے پس پشت علماء و فارغین کی ہمدردی و خیر خواہی نہیں ہوتی، بلکہ مدارس کی خالص دینی تعلیم کو عصری علوم کے اختلاط سے آلودہ کر کے مدارس کو اس کی اصل روح سے ہٹانے اور اس کے بنیادی مقاصد سے ان کو دور رکھنے کی ایک منصوبہ بند کوشش ہوتی ہے جس کو ہم اپنی سادہ لوحی سے سمجھ نہیں پاتے۔

مدارس کا کام ملک کا نظم و نسق چلانے والے آئی اے ایس افسران پیدا کرنا، اچھے دین دار ڈاکٹر یا انجینئر بنا کر ان کو معاشرہ کی خدمت میں لگانا اچھے تاجر و سماجی کارکن یا سیاسی لیڈر بنا کر میدان عمل میں لا کر پیش کرنا نہیں، اس کے لیے ملت کے دوسرے ادارے و تنظیمیں ہیں جنھوں نے اپنے ذمہ یہ کام لیا ہے ہمارے مدارس کا قیام شریعت کے ماہرین اور دین کے متخصصین پیدا کرنے کے لیے ہوا ہے، دینی مدارس تو دراصل ملت اسلامیہ کی اس ضرورت کی تکمیل کا سامان فراہم کرتے ہیں، جس کا حکم اللہ رب العزت نے سورہ توبہ کے اخیر میں پوری امت کو مخاطب کر کے دیا ہے کہ تم میں سے ہر قوم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہئے جو دین کی گہری سمجھ حاصل کرے اور دعوت کا فریضہ انجام دے "فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم"۔ قرآن کے حکم کے مطابق ہر زمانے میں علماء کی اس جماعت کی ضرورت رہے گی اور قیامت تک اسلام پر بقا کے لیے ایسے علماء کا وجود ملت کے لیے ناگزیر ہوگا، ہمارے دینی مدارس الحمدللہ اپنے اسی فریضہ کو پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہزار اپنی انتظامی و تربیتی کمزوریوں کے باوجود، جس کا خود انھیں احساس ہے، اس کی اصلاح کی بھی کوشش کر رہے ہیں، الحمدللہ ذمہ داران مدارس بھی اپنی بصیرت و فراست کے ذریعہ دشمنوں کی ان چالوں کو سمجھنے کے باوجود عالمی سطح پر رونما ہونے والے واقعات و حالات کے پس منظر میں دینی تعلیم کی روح کو باقی رکھتے ہوئے اس دینی تعلیمی نظام کو بہتر سے بہتر بنانے کی بھی کوشش کر رہے ہیں۔

مختصر یہ کہ ہمارے یہ دینی مدارس ہی ہیں جو آج برصغیر کو اندلس بننے سے اور یہاں اس کی تاریخ دہرانے کی دشمنوں کی شاطرانہ چالوں کو کامیاب ہونے سے روکے ہوئے ہیں، اس لیے ان مدارس کی حفاظت و وکالت ہم سب کا ملی فریضہ ہے۔

خواہش بھی......اپیل بھی!

"درسیات" میری ۱۶ ارویں تصنیف ہے۔ میری شدید خواہش ہے کہ اسے ہر کوئی پڑھے۔ میں نے عام لوگوں کے لئے اِس کتاب کی قیمت بہت ہی کم کر دی ہے۔ یہ کتاب جانوروں کی زندگی کی چونکا دینی والی معلومات پر مبنی ہے۔

یہ کتاب میری نجات کا ذریعہ بنتی ہے یا نہیں بنتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے مگر امید ہے کہ قارئین کو انشا اللہ دنیوی اور اُخروی فائدہ ضرور ہوگا!

محتاج دعا۔ نذیر جہانگیر

9906646898

ملنے کا پتہ: (ا): مکتبہ الغزالی۔ مدینہ چوک گاوکدل۔ سرینگر۔

(۲): نظامی الیکٹریکلز۔ ایکسچینج روڈ۔ متصل تار گھر۔ سرینگر

کیا عریانیت فحاشی نہیں؟

ڈاکٹر سید عبدالباری

سپریم کورٹ نے ایک نرالہ فیصلہ کیا ہے، اور عریانیت (Nudity) بلکہ ننگے پن کو فحش قرار دینے اور اس پر پابندی عائد کرنے سے انکار کر دیا ہے، البتہ یہ ہدایت ضروری ہے کہ پریس کونسل کو مزید اختیارات دیئے جائیں کہ وہ اخبارات کی بے راہ روی پر قدغن لگا سکے۔ مسٹر اجے گوسوامی نے ایک پٹیشن میں عدالت کو ٹائمز آف انڈیا اور ہندوستان ٹائمز کے فحش اور عریاں تصاویر اور دیگر فحش کالموں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے یہ درخواست کی تھی کہ ایسی چیزوں کی اشاعت پر پابندی عائد کر دی جائے، اسلئے کہ ایسے مواد سے نوجوان نسلوں بالخصوص کم عمر لوگوں پر بے حد خراب اثرات پڑ رہے ہیں، اس درخواست کو خارج کرتے ہوئے جسٹس لکشمن نے وضاحت کی ہے کہ اخباروں کو ایسا مواد چھاپنے سے روکنا پریس کی آزادی ختم کرنے اور انہیں پابہ زنجیر کرنے کے مترادف ہوگا۔ بنچ نے اخبارات کی اس پوری وضاحت کو تسلیم کر لیا کہ انہوں نے اپنے دفاتر میں ایسی نگراں کمیٹی قائم کر رکھی ہے کہ جو ہر شائع ہونے والے مواد پر نگاہ رکھتی ہے اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہ ہو، دلچسپ بات یہ ہے کہ بنچ نے اخباروں کی اس دلیل کو بھی تسلیم کر لیا ہے پھر انہیں بچوں کی خاطر لطف حیات سے کیوں محروم رکھا جائے اور ہم بالغوں کو آخر وہ چیزیں دیکھنے پر کیوں مجبور کریں جو بچوں کیلئے موزوں ہیں۔ بنچ نے اس بات کی بھی تائید کی کہ کسی تصویر یا کالم کو اس کے مجموعی تأثر یا تناظر سے الگ کر کے نہیں دیکھنا چاہیے، یعنی ہو سکتا ہے کہ ننگے پن کے ذریعہ کوئی مثبت اور کارآمد بات بتائی جا رہی ہو، بنچ کا خیال تھا کہ اگر کوئی تصویر یا کالم کسی قاری کو اخلاقی طور پر الجھن میں ڈالتا ہے تو اس کیلئے قانونی دائرے میں نالش کرنے کی گنجائش موجود ہے، مزید یک دلچسپ دلیل یہ دی گئی ہے کہ کوئی چیز جسے فحش قرار دیا جا رہا ہے، ضروری نہیں کہ ایک نارمل انسان کے جذبات کو غلط راہ پر ڈال دے، ضرورت سے زیادہ حساس لوگ ممکن ہے کہ اس سے متوحش ہوں، جن کا لحاظ کرنا ضروری نہیں، عدالت کے خیال میں ایسے قانون اور ضوابط پہلے سے موجود ہیں جو معاشرہ کے بچوں اور نوجوانوں کی ذہنی صحت کی حفاظت کی ذمہ داری لیتے ہیں اسلئے مزید کسی بندش کی ضرورت نہیں ہے۔ اس فیصلہ نے ملک کے ہر ہوش مند انسان کو حیرت میں ڈال دیا ہے جو اس وقت ہماری صحافت میں آوارگی و عریانیت کو فروغ دینے والے رجحانات سے بے حد متفکر ہیں، یہ سچ ہے کہ بعض انگریزی و ہندی اخبارات مغرب کے اتباع میں دھڑلے سے نیم عریاں اور بعض اوقات تقریباً مکمل طور پر ننگی عورتوں کی تصویریں چھاپ رہے ہیں، اور اس کا واحد سبب یہ ہے کہ وہ ہمارے ان نوجوانوں کے جذبات سے کھیل کر اپنے تجارتی مقاصد کو فروغ دینا چاہتے ہیں، جو بدقسمتی سے ہندوستان اور مشرق کی اخلاقی تعلیمات سے بے بہرہ ہیں۔ میڈیا کی اس روش سے نوجوانوں میں جو جنسی بگاڑ، آزادروی اور بغیر جھجک کے اپنی جنسی خواہشات پورا کرنے اور قانون اور اخلاق کو پامال کرنے کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے، اس کی وجہ سے گھروں خاندانوں کا نظام پارہ پارہ ہو رہا ہے، بہت سے والدین اپنے بیٹوں، بیٹیوں کے ساتھ بیٹھ کر کچھ انگریزی اخبارات دیکھنے میں تکلف و ذہنی خلجان محسوس کرتے ہیں، یہ دلیل ہے کہ یہ عریانیت آرٹسٹک انداز کی ہوتی ہے اور صدیوں سے فن اور ادب میں اسے گوارا کیا گیا ہے، نہایت بودی ہے، تاریخ انسانی میں ہر دور میں انسانی فطرت نے بے لباسی اور عریانیت کو ناپسند کیا ہے، اور لباس کو تہذیبی حدود سے نکل کر اتار پھینکنا ہر مہذب معاشرہ میں برا سمجھا گیا ہے، اسلئے کہ اس طرح انسان اور جانور میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا، ہندوستان اور مشرق کے تمام ممالک میں ہماری تہذیب اور اخلاقی اقدار کو احترام سے دیکھتی رہی ہے، اور ہر مذہب اور ہر معاشرہ میں اسے بداخلاقی قرار دیا گیا ہے، کہ مرد اور عورتیں مادر زاد ننگی ہو کر شاہراہ عام پر تفریح کریں یا تصویر کھنچوائیں اور اس سے زیادہ بدتر بات یہ ہے کہ میڈیا جو ہمارے معاشرہ کی صحت مند قدروں کا محافظ ہے وہ بھی مخلق بالطبع ہو کر ڈھڑلے سے عریاں عورتوں کی تصویریں چھاپنا شروع کر دے اور معاشرہ کے بگاڑ میں ہاتھ بٹائے، اسے تو بے حیائی کی جلتی ہوئی آگ پر جس میں ہماری محترم تہذیبی قدریں جل کر خاکستر ہو رہی ہیں، تیل ڈالنے کے بجائے پانی ڈال کر اس سے بجھانا چاہیے۔

ہمیں حیرات اپنی عدالت عالیہ پر ہے کہ وہ عریاں تصویر بے غیرتی سے چھاپنے والے اخبارات کی سرزنش کرنے کے بجائے انہیں مطلق آزادئی اظہار و آزادئ گفتار دینا چاہتی ہے، مطلق آزادی و اظہار و گفتار مغرب کی ایک نہایت گمراہ کن اور بھونڈی اصطلاح ہے، اس نے اسی اصطلاح کی آڑ میں تہذیبی اور اخلاقی اعتبار سے اپنے جرائم پیشہ لوگوں کی مدافعت کی ہے، رشدی جس نے پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کھل کر توہین کی اور ڈنمارک کے کارٹونسٹ جس نے دُنیا کی سب سے عظیم ہستی کا مذاق اُڑایا، یہ سب مغرب کے چہیتے لوگ ہیں اور انہیں سب کچھ کرنے کی آزادی عطا کرنا مغرب کی اخلاقیات میں جائز ہے۔ ہماری عدالت عالیہ کو آزادی اظہار کی گمراہ کن اصطلاح کی آنکھ بند کر کے حمایت نہیں کرنی چاہیے تھی، مغرب نے اسی بے لگام اور فریب کن آزادی کا سہارا لے کر خود اپنی تہذیب کے صحت مند عناصر کو پارہ پارہ کر دیا ہے، مغرب ماضی کو مردہ لاش تصور کرتا رہا ہے، اور اس نے اپنی نئی نسلوں کو ایسی آزادی عطا کی ہے کہ خاندان و معاشرہ بکھر گیا ہے اور ایک عذاب کی بھٹی بن گیا ہے، جہاں نہ ماں کی قدر ہے نہ بوڑھے باپ کا احترام ہے، نہ بھائی بہن کے رشتوں کا لحاظ ہے، مغرب نے نسل انسانی کو جنگل کے جانوروں کی سطح پر لا کھڑا کر دیا ہے، وہ اپنے اسلحوں کے بل پر مشرق کو روند رہے ہیں اور اپنی گندی تہذیب اور غلط افکار کی وجہ سے مشرق کی تہذیبی ڈھانچہ کو توڑنے کی سرتوڑ کر کوشش کر رہے ہیں، ہماری عدالت عالیہ خود مغرب کے ماضی کے مفکروں کے اس قول سے واقف ہے کہ انسان کی آزادی وہاں ختم ہو جاتی ہے جہاں دوسرے انسان کی ناک شروع ہوتی ہے۔ اگر آزادی مطلق کا یہی جنون سوار رہا تو ہمارے تعلیمی و تہذیبی ادارے اسے کلبوں اور ناچ گھروں میں تبدیل ہو جائیں گے جہاں مغرب کے لوگ نشے کی حالت میں ہر عورت پر ہاتھ ڈالنا اپنے لئے جائز سمجھتے ہیں۔ پچھلی مرتبہ سپریم کورٹ اور نچلی عدالتوں نے ہماری اخلاقی قدروں کی بہت سے امور میں جرأت مندانہ محافظت کی ہے، حال میں وہ ایسے جرائم پیشہ لوگوں کی سخت گرفت کرتی رہی ہے، جنہوں نے سیاست کا لبادہ اوڑھ کر اپنے سیاہ کارناموں پر پردہ ڈال رکھا تھا۔ کچھ دِن پہلے اس نے ملک پر قتل و غارت گری اور فرقہ پرستی کے شعلے پھیلا کر مظلوم انسانوں کو جلا کر خاکستر کرنے والوں اور اُن کی پشت پناہی کرنے والے سیاست دانوں و ارباب حکومت کی سخت سرزنش کی ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ اخلاقی فساد پیدا کرنے والوں سے بھی معاشرہ کی حفاظت کرنا ہماری عدالتوں کی ذمہ داری ہے۔

www.khanqah.in

جمہوری نظام میں الیکشن۔ اسلامی نقطہ نظر

آخری قسط

مُسلم دُشمن پارٹیوں میں شرکت

جو سیاسی پارٹیاں کھلے طور پر مسلم دُشمن ہیں اور ان کے منشور میں اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت ہے، کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ ایسی پارٹی میں شامل ہو یا ان پارٹیوں کی طرف سے الیکشن کے موقعہ پر اُمیدوار بنے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور ان لوگوں کی طرف مت جھکو جو ظالم ہیں ورنہ تمہیں بھی جہنم کی آگ پکڑ لے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہ ہوگا اور تمہاری مدد بھی نہیں کی جائے گی۔'' (سورۂ ھود: ۱۱۳) سورۂ ممتحنہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! میر اور اپنے دُشمنوں کو دوست نہ بناؤ''۔ مذکورہ آیات میں اسلام کے دُشمنوں کے ساتھ دوستی قائم کرنے کو سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے، لہٰذا وہ سیاسی پارٹیاں جو اسلام اور مسلم دُشمنی کو اپنا شعار بنائے ہوئی ہیں، منظّم فسادات بھڑکا کر مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو سے کھلواڑ کرتی ہیں، ان کے مقدس مقامات کو تباہ کرتی ہیں اور اس پر خوش بھی ہوتی ہیں، ایسی پارٹیوں میں مسلمانوں کی شمولیت احکامِ الٰہی کی صریح خلاف ورزی ہے۔

الیکشن اور خواتین

بعض پیدائشی اور فطری اَسباب کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے مردوں اور خواتین کے درمیان تقسیم کار کا اَصول قائم کیا ہے، اور اسی کے پیش نظر مردوں کو عورتوں پر قوّامیت عطا کی گئی ہے، اور اسے شرم وحیاء کا مجسم پیکر قرار دے کر ہر اس چیز کی ممانعت کی گئی ہے جو ان کی فطری حیا اور پیدائشی اَوصاف سے متصادم ہو۔ باہر نکلنے، غیر محروں کے سامنے جانے اور پردہ کرنے کے سلسلہ میں عورتوں کے خصوصی مسائل ہیں۔ ان کے بارے میں قرآن کریم اور احادیث رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم میں خاص احکامات بیان کیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''کہ مرد نگہبان ہیں عورتوں کے، اس سبب سے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے'' (النساء: ۳۴) اور سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور پچھلی جاہلیت کی طرح بناؤ سنگار کر کے مت نکلا کرو'' (احزاب: ۳۳) ایک مرتبہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع دی گئی ہے کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا سربراہ بنالیا ہے، تو آپ نے فرمایا: ''وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی جو کسی عورت کو اپنا سربراہ بنالے''۔ (بخاری شریف حدیث نمبر: ۴۱۶۳)

ان نصوص کے پیش نظر علمائے اُمت نے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ عورت سربراہ مملکت نہیں بن سکتی، لیکن وہ پردہ اور دیگر شرعی حدود کی رعایت کرتے ہوئے وہ تمام گھریلو اور سماجی اُمور انجام دے سکتی ہے، جن اُمور میں اجنبی مرد وعورت کے اختلاط کا امکان ہو، ان امور کی ان کیلئے اجازت نہیں ہے۔ عورت حدود وقصاص کے علاوہ دیگر معاملات کو فیصل کرنے کیلئے امام ابوحنیفہؒ کی رائے میں قاضی بھی بن سکتی ہے۔ (المرۃ بین الفقہ والقانون: ۳۹) وہ پردہ میں رہ کر ووٹ بھی دے سکتی ہے اور حکومت کے اعلیٰ اُمور میں مشورہ بھی دے سکتی ہے۔

اگر خواتین کیلئے مردوں سے علاحدہ نشست کا انتظام ہو اور وہ مکمل پردے میں ایوان کی کاروائی اور دیگر سیاسی وسماجی سرگرمیوں میں شرکت کر سکیں و دیگر شرعی حدود کی رعایت کر سکیں تو اس صورت میں ان کیلئے اُمیدوار بننا دُرست ہوگا اور اگر وہ ان شرعی حدود کی رعایت نہ کر سکیں تو ان کیلئے سیاسی سرگرمیوں میں شرکت دُرست نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

جو چھوڑے تُو ہر گناہ ملے گی ضرور اللہ کی پناہ

حضرت مولانا حمید اللہ صاحب۔ دامت برکاتہم

سرورِ کونین جن وانس کے آخری پیغمبر سیدنا محمد مدنی مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک ارشاد کا ایک جوہر پارہ ہے ''اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ'' یعنی پختہ اور سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

عموماً ان دو اعضاء سے بہت شدید ضَرر پہنچتا ہے اس لئے خصوصی طور پر ان کا ذکر کیا گیا، ورنہ ہمارا دین حق کا تقاضہ یہ ہے کہ جسم کا ایک ایک عضو اور جزء مسلم یعنی اللہ کا فرمانبردار (Submissive) ہو، تب کمالِ ایمان اور کمالِ تقویٰ ممکن ہے، اسلئے سب اعضاء بدن کی نگرانی ضروری ہے، جو بھی سعادت مند ایسا کرنے میں کامیاب ہوا، اُسے مبارک ہو اور صد بار مبارک ہو، ایسے بندے پر رحمتوں کی بارش برسنا دُنیا ہی میں شروع ہو جاتا ہے، اللہ ہم کو بھی ایسا ہی بنادے۔ تجربے کی بات ہے کہ از خود ایسا بننا ناممکن ہے، اچھے مربّی ہی سے کمالِ تقویٰ اور کمال ایمان حاصل ہوسکتا ہے، ناچیز یہ کلمہ حق برملا عرض کرتا ہے کہ عادت اللہ یہی رہی ہے کہ مربّی ہی سے تربیت ہوتی ہے جو پہلے خود مربّی بن چکا ہو، یہ الگ بات ہے کہ اللہ کسی ضابطے کا پابند نہیں ہے، لاکھوں میں کوئی ایک پایا جاسکتا ہے کہ بلا مربّی آگے بڑھا ہو، لیکن یہ نادر ہے اور نادر معدوم کی مانند ہوتا ہے۔

مسلمانوں کا مقام اللہ کے دربار میں تابع داروں کی ہے اسلئے خصوصی طور ان کا ذکر کیا گیا، یہ میرے سچے بندے ہیں اور قابل احترام ہیں، ورنہ بلا شرعی وجہ کسی غیر مسلم کو بھی ایذاء پہنچانا حرام ہے، مثلاً جیسے مسلمان کی بیٹی عصمت اور ناموس کے لحاظ سے محترم ہے ایسے ہی کافر کی کافر بیٹی بھی محترم ہے۔

کاش مسلمان سچے مسلمان بنتے تو ساری دنیا اسلام کے حرمِ آمن میں داخل ہو کر دنیا وعقبیٰ میں اَمان پاتے......!!! دوسرا پارۂ نور حدیث پاک کا یہ ہے: ''وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ '' یعنی مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں کو چھوڑ دے۔ (بخاری ومسلم)

ہجرت یہ ہے کہ انسان اپنے دین کی حفاظت کرنے کیلئے دار الکفر سے دار الاسلام یا دار الخوف سے دار الامن کی طرف سفر کرے۔ اس میں پیشوا اور سرخیل مہاجرین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں لیکن اللہ کے آخری نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اچانک یہ نہیں فرمایا کہ گناہوں کو چھورنے والا مہاجر ہے بلکہ یہ وحی خفی ہے، اللہ عزّ شانہٗ نے ہجرت اور نصرت کی شاہراہوں کو شائقین اور طالبین کیلئے بند نہیں رکھا ہے، نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایسا فرمایا تو اللہ پاک ان ہی کے ارشاد کی لاج رکھے گا، اسلئے تارکین معصیت کو مہاجرین رضی اللہ عنہم اور دین کی نصرت کرنے والوں کو انصار رضی اللہ عنہم کے قرب وجوار میں بلند مقامات پر جنت میں فائز کیا جائے گا۔

اے میرے داتا، اے میرے مالک اے میرے مولیٰ اے میرے والی
شغل میرا بس اَب تو الٰہی اللہ اللہ اللہ اللہ
لیٹے بیٹھے چلتے پھرتے آٹھ پہر ہو اللہ اللہ اللہ
کسب میں دُنیا ہی کے رہا میں، دین کی دولت کچھ نہ کمائی
وقت یوں ہی بے کار گزارا عمر یوں ہی غفلت میں گنوائی
خلق میں سب سے میں ہی برا ہوں، کوئی نہیں ہے مجھ میں بھلائی
مجھ سے کوئی بدکار نہ ہوگا، کون سی میں نے کی نہ برائی
شغل میرا بس اب تو الٰہی شام وسحر ہو اللہ اللہ اللہ
ذکر تیرا کر کر کے الٰہی دُور کروں میں دِل کی سیاہی
چھوڑ کے حبّ مالی وجاہی اَب تو بس کروں فقر میں شاہی
شام وسحر ہے شغل مناہی میرے گناہ ہیں لامتناہی
کس سے کہوں میں اپنی تباہی تو ہی میری کر پشت وپناہی
شغل میرا بس اَب تو الٰہی شام وسحر ہو اللہ اللہ اللہ
نفس کے شر سے مجھ کو بچالے، اے میرے اللہ اے میرے اللہ
پنجہ غم سے مجھ کو چھڑالے اے میرے اللہ اے میرے اللہ
سن میرے نالے سن میرے نالے اے میرے اللہ اے میرے اللہ
اپنا بنالے اپنا بنالے اپنا بنالے اے میرے اللہ اے میرے اللہ
شغل میرا ہو بس اَب تو الٰہی اللہ اللہ اللہ اللہ
اپنی رضا میں مجھ کو مٹالے اے میرے اللہ اے میرے اللہ
کردے فنا سب میرے ارادے اے میرے اللہ اے میرے اللہ
جام محبت اپنا پلادے اے میرے اللہ اے میرے اللہ
دِل میں میری یاد اپنی رچادے اے میرے اللہ اے میرے اللہ

غزل

تیرے لفظوں کی مہک سے دل معطر ہو گئے
اِس دہن سے جو سخن نکلے وہ جوہر ہو گئے
چاند روشن ہو نہ ہو ہم پر فرق پڑتا نہیں
ہم سیاہ راتوں میں تپ کر خود منور ہو گئے
تیرے آنسو میں ہمیں اب ڈوبنے کا ڈر نہیں
تم کو آنکھوں میں اتارا خود سمندر ہو گئے
ہم تو اپنے ہر کئے پر خوب شرمندہ ہیں آج
گرچہ تیرے ہی گناہ سے ہم قلندر ہو گئے
زندگی کے ہر قدم پر ہار کھائی ہے مگر
خواب ایسے بُن لئے گویا سکندر ہو گئے
جو حماقت میں ہمارے شہر میں مشہور تھے
اُونچے منصب اُن گنواروں کے مقدر ہو گئے
(ابوالخیر۔ سرینگر)

علمائے کرام اور محققین حضرات کیلئے عربی زُبان کی نایاب کتب اَب وادی میں بھی دستیاب

۱) تفسیر روح المعانی (۲) تفسیر المنیر (۳) تفسیر روح البیان (۴) تفسیر قرطبی (۵) تفسیر فتح القدیر۔ (۶) تفسیر کبیر۔ (۷) تفسیر کبیر (ابن تمیہؒ) (۸) تفسیر کشاف۔ (۹) تفسیر جصاص۔ (۱۰) تفسیر دُر منثور۔ (۱۱) تفسیر اعراب القرآن (دُرویشی) (۱۲) تفسیر بیضاوی۔ (۱۳) اشرف التفاسیر۔ (۱۴) تفسیر مدارِک۔ مزید معلومات کیلئے رابطہ کیجئے:

9797701048, 9419509847

دعوت وتبلیغ کے ساتھیوں کیلئے خصوصی تحفہ
دعوت وتبلیغ کی چھ صفات کے متعلق
چہل حدیث مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اس میں دعوت وتبلیغ کے چھ صفات کے متعلق بخاری شریف سے لئے گئے احادیث شریف ۔ ۱۔ کلمۂ طیبہ ۲۔ نماز۔ ۳۔ علم وذِکر ۴۔ اِکرامِ مسلم۔ ۵۔ اِخلاص نیت۔ ۶۔ دعوت وتبلیغ

قیمت صرف -/20 روپے
مزید معلومات کیلئے رابطہ کیجئے:
9622627265

www.khanqah.in

Vol. 15 No: 19 | 30 May to 05 June 2014 | Friday

Printer,Publisher: Maulana Hamidullah Lone
Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thoker
Office: Madina Chowk Gawkadal Srinagar
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam Jammu and Kashmir -192232
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinager
Ph. No. 01942-2481821 Cell: 09906546004

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 31-05-2014
Printed at: Khidmat Offset Press Srinager
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

شادی اور نکاح

مولانا عبداللہ خالد قاسمی

شریعتِ مطہرہ نے شادی اور نکاح کو ایک ہمہ گیر اور بنیادی ضرورت تسلیم کر کے اس کی تکمیل کا نہایت سادگی کے ساتھ انتظام کیا ہے، جس سے نہ کسی پر کوئی ناروا دباؤ پڑے اور نہ یہ کہ سرے سے اظہار خوشی ومسرت سے ممانعت ہو۔ نکاح کے معاملات بہر حال انسان کی زندگی میں ایک خوش گوار مرحلہ ہے، جس پر خوشی کا اظہار بجا ہے، وہ خود بھی خوش ہو اور دوسروں کو بھی اپنی اس خوشی میں شریک کرے۔ شریعت نے ان دونوں پہلوؤں کی رعایت کی ہے، سادگی تو یہ ہے کہ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں نکاح کرتے ہیں اور اس طرح نکاح کرتے ہیں کہ ان کے اور سب کے مرکزِ عقیدت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ نہ کوئی دھوم دھام، نہ بارات کا ہنگامہ، نہ کسی طرح کا سوانگ، بس ایک ضرورت تھی اسے پورا کرلیا، اور لطف یہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے متعلق کچھ آثار دیکھ کر خود ہی سوال کیا تب بتایا، مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم ہونے پر یہ تک نہیں فرمایا کہ کم از کم مجھے تو بتادیتے، میں نکاح کا خطبہ پڑھتا، ایجاب وقبول کراتا وغیرہ، کچھ نہیں فرمایا۔ آپ کی اس خاموشی نے اس بات کو متعین کردیا کہ سادگی ہو تو ایسی ہو، مگر ساتھ ہی ساتھ اس پہلو کی رعایت بھی فرمائی، کہ یہ ایک خوشی کا موقعہ تھا، اس میں دوسروں کو بھی شریک کرنا چاہئے تھا، تو فرمایا ولیمہ کرلینا چاہئے تھا، خواہ ایک بکری ذبح کر کے اس پر دعوت کردیتے۔

اسلام نے شادی اور نکاح کو کس قدر آسان اور سہل بنایا تھا مگر آج ہم مسلمانوں نے اس میں طرح طرح کی خرافات داخل کر کے کس قدر مشکل بنادیا ہے، آج مسلم معاشرہ کی اکثر شادیوں کا نقشہ! بس اللہ ہی حفاظت فرمائے، شور وغل، ڈھول تاشے، رنگ رلیاں، ناچ گانے ، اسراف و تبذیر، دین وشریعت اور اس کے احکام سے گویا اظہارِ بیزاری، بعض اوقات ایسا بھی دیکھا جاتا ہے کہ اذان ونماز ہو رہی ہے اور شادی ونکاح کی خوشی کی خاطر حقوق اللہ کی پامالی کی جاتی ہے، غور کیجئے اذان ہو رہی ہے لیکن نوجوان، غل غباڑے میں مشغول ہیں، پٹاخے چھوڑ رہے ہیں، اسلامی شعائر اذان کا احترام نہیں، راستہ چلنے والوں کو اذیت الگ ہو رہی ہے اور ہماری بے حسی کا یہ عالم کہ پورے محلّہ میں ایک بھی باحمیت مسلمان نہیں جو نوجوانوں کو اس بدتمیزی اور غیر اخلاقی وغیر اسلامی فعل سے روک سکے، ان کی سرزنش کرسکے، یا کم از کم ایسی غیر اسلامی رسومات والی شادیوں میں شرکت سے اجتناب کرے۔ مذہب اسلام کی تمام تعلیمات واحکامات میں یہ بات بڑی اہم ہوتی ہے کہ اس سے کسی کی دل آزاری نہ ہو اور اس میں غیر اسلامی کسی فعل کی کسی طرح کی آمیزش نہ ہو، نکاح بے شک عبادت ہے لیکن نماز جیسی اہم العبادات سے بڑھ کر نہیں کہ اذان ہو رہی ہے، اللہ کا منادی حی علی الصلوۃ وحی علی الفلاح نماز اور فلاح وکامیابی کی طرف بلا رہا ہے اور ہم نکاح وشادی کی رسومات میں مشغول ہیں یہ سراسر حقوق اللہ کی پامالی ہے اسی کے ساتھ اسراف اور فضول خرچی جیسی شیطانی حرکتیں، بھلا کیا یہ اسلامی نکاح ہے؟ کیا اسلامی شادیاں اسی انداز کی ہوتی ہیں؟ حدیث شریف میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے **اعظم النکاح برکۃ ایسرھا مؤنۃ** کہ جس نکاح میں جتنی سادگی ہوگی اسی قدر اس نکاح میں خیر وبرکت ہوگی، اور اس کے بہتر نتائج سامنے آئیں گے، شادی کے بعد کے تنازعات اور جھگڑے، آئے دن طلاق وفسخ نکاح کی وارداتیں اسی طرح کی غیر اسلامی انداز کی شادیوں کا نتیجہ ہیں، اس نکاح کے برے اثرات پھر بہت دیرپا اور نسلوں تک منتقل ہوتے ہیں، اولادیں نافرمان پیدا ہوتی ہیں، اسلام اور اسلامی شعائر کا انھیں پاس ولحاظ نہیں ہوتا، معاشرہ میں طرح طرح کی برائیاں جنم لیتی ہیں اور پھر سماج کا امن و سکون غارت ہوجاتا ہے۔

ایک بزرگ عالم دین نے لکھا ہے کہ: ایک صاحب جو ماشاء اللہ صورت سے دیندار تھے، نماز بھی پڑھتے تھے۔ ان کے یہاں شادی طے پائی اور تمام رسوم وخرافات کے ساتھ ہونی طے پائی۔ ان کے ایک رشتہ دار نے اس لئے کہ شاید کچھ اصلاح ہوجائے، حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ کی کتاب ''اصلاح الرسوم'' انھیں دی کہ اس کا مطالعہ کرلیں، اس کتاب میں شادی بیاہ کی رسموں کا شریعت کی روشنی میں جائزہ لے کر اصلاح کی صورت بتائی گئی ہے، انھوں نے اُلٹ پلٹ کر ایک نظر کتاب پر ڈالی اور یہ کہتے ہوئے واپس کردی کہ ابھی شادی بیاہ کی مشغولیت ہے، بعد میں پڑھوں گا۔ اس طرح لوگوں نے خودساختہ رسوم کو پکڑ رکھا ہے، کہ اس کی اصلاح کے سلسلے میں کچھ پڑھنا بھی گوارا نہیں ہے۔

مسلمانوں! ہمارا دین ایک مکمل دین ہے، اس میں نہ اضافہ کی گنجائش ہے اور نہ کمی کرنے کی اجازت ہے، اس کے دائرے میں جو کچھ ہے وہ اللہ کے لئے ہے، اور اس دائرے سے باہر نکلئے تو محض دنیا ہے، جو ہمارے مقصود وموضوع کے خلاف ہے، اللہ کی خوشنودی اسی دائرے میں ہے جسے شریعت نے متعین کردیا ہے، اس کے باہر کوئی چیز قابل قبول نہیں ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ الْاِسْلَام، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ کے نزدیک دین محض اسلام ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی دین لائق اعتنا نہیں ہے۔ فرمایا: وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْناً فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْن (آل عمران: ۸۵) جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرے گا، وہ ہرگز قبول نہ ہوگا، اور ایسا شخص آخرت میں خائب وخاسر ہوگا۔ پس اے اللہ پر اور دین اسلام پر ایمان رکھنے والو! اس ایک دین کے علاوہ کسی اور طریقے کی طرف نظر نہ اٹھاؤ، اسی میں عزت ہے، اسی میں بلندی ہے۔ نکاح کی تقریب میں بھی اسی دین کی ہدایات کو سامنے رکھو اور دل کی خوشی اور انشراح کے ساتھ انھیں ہدایات پر کاربند رہو۔ نکاح میں برکت بھی ہوگی اور دنیا وآخرت میں سرخروئی بھی ہوگی۔ انشاء اللہ

اسلام کی تمام تعلیمات اور احکامات، سادگی اور فطری اصولوں سے ہم آہنگی پر مشتمل ہیں، شور ہنگامہ، نام ونمود اور دکھاوا شریعت میں اس کی گنجائش کا کوئی مطلب ہی نہیں جبکہ یہ چیزیں انسانیت کے لئے بھی ناسور اور زہر قاتل ہیں، اس لئے کہ معاشرہ میں رہنے والے بہت سارے افراد کی ان امور سے دل شکنی اور دل آزاری ہوتی ہے، ایک امیر باپ کو اپنی امیرانہ شان دکھانے کے لئے شریعت اور انسانیت کے تمام اصولوں کو توڑتے ہوئے ذرا بھی احساس نہیں ہے کہ اسی کے محلّہ اور پڑوس میں کچھ مفلوک، غریب اور نادار افراد بھی رہتے ہیں جن کی بھی اپنی آرزوئیں اور تمنائیں ہیں، آج دولت کی ریل پیل اور نمائش ان کے دلوں پر کس قدر کچوکے لگا رہی ہوگی کیا اس کا ذرا بھی احساس نہیں کہ محض انسانیت کے ناطے ایک غریب اور مفلس کی دلداری میں شادی کی تقریب بغیر کسی دھوم دھام اور مالی نمائش کے انجام دے لے، اللہ ورسول کی خوشی بھی حاصل ہوگی اور نہ جانے کتنے انسانوں کی دعائیں زندگی کی مختلف مراحل میں دستگیر ہوں گی۔ مذہب اسلام نے جہاں زندگی کے دوسرے شعبوں میں فطرت کے حدود پر انسانیت کو کھینچ کھینچ کر پہنچایا وہیں نکاح کا پاکیزہ نظام دنیائے انسانیت کو دیا، اس سے نسلوں کا تحفظ بھی ہے اور سماج و معاشرہ کا امن وسکون بھی اس سے وابستہ ہے۔ آج پوری دنیا ذہنی تناؤ اور دماغی الجھن کا شکار ہے اگر نکاح جیسی مقدس اسلامی تعلیم کو اس کے اصولوں کے مطابق اپنا لیا جائے تو یقیناً معاشرہ بہت ساری برائیوں سے پاک ہوجائے گا لیکن شرط ہے کہ نکاح اسلامی انداز میں ہو۔

دارالعلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام کشمیر

دارالعلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام محتاج تعارُف نہیں، اس دینی ادارے کو ہر ایک بخوبی جانتا ہے، الحمدللہ روز بروز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اُمت مسلمہ کے خیرخواہوں کے دُعاؤں اور تعاون کی برکت سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ یہ ادارہ اگرچہ بہت پُرانا ہے لیکن طلباء اور اَساتذہ کی رہائش، اور کلاس روم کی نہایت کمی ہے۔ اَب اِمسال دارالعلوم میں ایک تین منزل عمارت کی بنیاد پڑی ہے، جو کہ 33 کمروں پر مشتمل ہے، اس کی لاگت لاکھوں روپے میں آئے گی۔ جس کیلئے اہل خیر حضرات اور عوام الناس اس میں مختلف قسم میں تعاون دے کر اپنے اور اپنے اعزء واقرباء کیلئے ایصال ثواب اور صدقہ جاریہ رکھ سکتے ہیں: مثلاً (۱) آپ اپنے لئے یا اپنے ماں باپ کیلئے اس عمارت میں ایک کمرہ کی ذمہ داری لے سکتے ہیں۔ (۲) آپ اپنے یا اپنے انتقال شدہ بیٹے یا ماں باپ وغیرہ کیلئے صدقہ جاریہ کے طور پر لوہا/سیمنٹ/باجری/اینٹیں/یا کوئی بھی چیز بھیج سکتے ہیں۔ وغیرہ (۳) آپ دو چار رشتہ دار یا دوست مل کر ایک کمرہ تو تیار کرواسکتے ہیں۔

اس کیلئے آپ از خود تشریف لاکر یا ان فون نمبرات پر رابطہ کر کے آپ کے پاس دارالعلوم کا سفیر بھیجا جائے گا یا یہ رقم آپ دارالعلوم کے بینک کھاتہ میں براہِ راست جمع کرسکتے ہیں۔ اکاونٹ نمبر ہے: CD-1433 JK Bank Main Kulgam

فون نمبرات: 9906611144, 9906546004

شعبہ نشر واشاعت: دارالعلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام کشمیر